

شمس الاسلام

SHAMS-UL-ISLAM, BHERA

سالانہ چندہ

معافین سے

غیر مالک سے

بیا دکا ز عیم ملت خضر لانا الحاج طوطو حمل ضابکوی اللہ صر

زیادت سوانا الحاج افتخار احمد صاحب نجوی امیر خزانہ انصار بھیرہ (پنجاب)

سالانہ چندہ

عوام سے

طلبہ سے

حزب الانصار بھیرہ

اللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

(۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ، تبلیغ و اشاعت اسلام
(۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ

(۳) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء، دارالعلوم عزیمہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین زورت انجام دے رہا ہے اس مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جاوے گی
(۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم

جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۱۱ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون بیکار صاحبان کی ہمت کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
- ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ رکنیت کم از کم چار آٹہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۳۔ عام سالانہ چندہ سے معاونین سے صر طلبہ سے چکر مقرر ہے جو نہ کاپر چکر کے ٹکٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
- ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد ہر دو ریوڈ آک بھیجا جاتا ہے بعض رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں جریدہ کی طرف سے ہینے کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر سالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
- ۵۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔
- ۶۔ ہر رنگ ڈاک اور خطوط واپس ہوں گے۔

علام حسین منیر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہئے

جلد خط و کتابت
دوسریل در بستان

سرخ پینسل کا نشان یہاں ان حضرات کے پرچہ سرخ پینسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی میعاد اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست ہے کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کاپر چکر ریوڈ دی۔ اپنی ارسال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی فرض ہوگا۔ (علام حسین منیر شمس الاسلام)

منقبت صحابہؓ

(از جناب نامی صاحب)

وہائیں مانگ کر جس کو دلائی دولت دینی ہوا طالع اُسی سے آفتاب صولت دینی
عمر ہے نام اُس کا اور لقب فاروقِ عظیم ہے وہ صدیق و بی کا گنبدِ خضرا میں ہم دم ہے

یارِ غارؓ

حنین و بدر و آحد میں ساتھی حشر میں ساتھی سفر میں ساتھی
توگ و خندق حدیبیہ کیا ہر اک مقامِ خطر میں ساتھی

شیخینؓ

جن کی ہمت سے ہوا اسلام غالب کفر پر
جن کو حاصل ہے و اُمی قربتِ خیر البشر
اُقتات المؤمنین کے والد والا گہر
ٹکڑے ٹکڑے جن کی ہیبت سے تھے شیریں کے جگر
قیصر و کسریٰ کے لہزاں جن سے تھے قلبِ جگر
انجمنِ آرا بخئی کے ساتھ ہیں شام و سحر
عزمِ مستحکم تھا جن کا ضامنِ فتح و ظفر
وقفِ راہِ دین تھی جن کی جانِ مال و سیم و زہ
دائی آرا ملے ہے جن کی صدیقہ کا کھنجر

وہ محمدؐ کے مصاحب ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ
وہ صحابہؓ ہیں ہیں خوش قسمت ابو بکرؓ و عمرؓ
مؤمنوں کے قبلہ و کعبہ ابو بکرؓ و عمرؓ
وہ متارِ خالد و حیدر تھے ابو بکرؓ و عمرؓ
سطوت و شوکت کے مالک تھے وہ ابو بکرؓ و عمرؓ
ہیں جو بعد انبیاء افضل ابو بکرؓ و عمرؓ
تھے وہ اپنے اکبر و اعظم ابو بکرؓ و عمرؓ
تھے وہ شاہنشاہِ مکی پوش ابو بکرؓ و عمرؓ
وہ محمد مصطفیٰؐ پاس اور ابو بکرؓ و عمرؓ

رحمۃ اللعالمین کے پاس ہیں جو بے خطر
نامِ نامی ان کے نامی ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ

سيف الشہيد

تینج جب نکلی میاں سے خالہ حسد ار کی
جب ملا حضرت سے تھا خالہ کو سيف اللہ خطاب
پائیمال شہید خالہ تھی ایساں کی زمین
صاعقہ تھا برقی تھی خیرہ کن اشہاد تھی
قہر حق تھا یا کہ تینج خالہ حسد ار تھی

یار غار کے دل سے

ہوا جب حکم ہجرت کا لیا ساتھ اپنے اس اک کو
بجائے ناشر اعدا سے حبیب اپنے کو یا اللہ
کہنا صاحب سے اپنے جب شوق نے لا غزون
وہی تھا ماہو کائن وہی تقدیر رہی تھی

ملا تھا جس کا دل اس سید ابراہ کے دل سے
دعا ہر دم نکلتی تھی یہی غنوار کے دل سے
سیکنہ ہو گیا نازل - بیٹا عم یار کے دل سے
لب حق گو یہ بات آئی جو یار غار کے دل سے

قطعہ تاریخ رحلت مولانا ظہور احمد بگوی امیر حزب انصار

شد ز دار فنا بہ ملک بقا
دوستدار صحاب و آل نبی
شیر دل - حق نواز - باطل سوز
واعظ فاضل و مناظر دین
ماہ چارم بروز یازد و صم
اربعون و ثلاثہ عمر شش بود
گفت تاریخ رحلتش نامی ۱۳۶۷ھ
زبدۂ اصفیا ظہور احمد

عالم ہے یہ یا ظہور احمد
تابع اولیاء ظہور احمد
اہل صدق و صفا ظہور احمد
صاحب امتلاء ظہور احمد
گشت صید قضا ظہور احمد
چوں نہ باشد جدا ظہور احمد

اطلاعات

نگاہ اولیں

دارالبلغین: مولوی سید محمد صاحب مبلغ عزاک نصار
نے مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کیا اور مسلمانوں
کو تجارت کی طرف توجہ دلائی۔ اور اتحاد و اتفاق پر
تقاریر کیں۔

رسالہ شمس الاسلام کے ذریعہ جو قلبی جہاد ہو رہا
ہے۔ اور باطل قوتوں کی مدلل تردید کر کے مسلمانوں
کو ان فتنوں سے بچانے کی جو ہم جاری ہے۔ اس کی
افادیت سے کسی کو انکار نہیں یہ رسالہ صرف تبلیغی
مقصد کے لئے جاری ہے۔ کوئی تجارتی فائدہ یا مالی
منفعت مقصود نہیں۔ کاغذ کی موجودہ نایابی اور ہفت روزہ
نہنگائی کے باوجود ایسے کٹھن دور میں نہایت باقاعدگی
کے ساتھ خریداران کی خدمت میں نہایت قلیل معاوضہ
میں پہنچ رہا ہے۔

اب قارئین کرام سے درخواست ہے کہ رسالہ کے
لئے ہم آپ سے صرف اس قدر امداد و اعانت کی اپیل
کرنا اپنا ایک حق سمجھتے ہیں کہ اگر خریدار نہیں تو خود بھی خرید لیں
بن کر اور دوسروں کو خرید لیں تاکہ اس کی توسیع میں کوشش
کریں۔ اور صاحب استطاعت مسلمانوں کے لئے لازم ہے
کہ چند خریداروں کا چندہ اپنی طرف سے بھیج کر دوسرے
غریب اور شوقین مسلمانوں کے نام رسالہ جاری
کر لیں۔

دلت گدہ تے دیر نہیں گنتی۔ ابھی کل کی بات
کہ حضرت عہم کلترم مولانا ظہور احمد بگٹی رحمۃ اللہ علیہ
ہم میں تھے۔ اور اپنی زبان و فرشائے علمی جواہریت
بلیصرا کرتے تھے۔ اور اگر طرافت چاہتے تو مجلس
کشت زعفران بن جاتی۔ لیکن ان کو ہم سے جدا
ہونے تقریباً ڈیڑھ سال ہونے کو ہے۔ ان کی
زندگی کے ثمرات طیبہ کا رگڑا ہل جس کو دنیا کہتے ہیں۔
دیکھنے والے کو بتلاتے ہیں کہ مولانا مرحوم کو زندگی
جاوید حاصل ہے۔

بھدا اللہ آج بھی اُن کے خلوص کی برکت ہے۔
کہ آپ کے لگائے ہوئے پودے اُسی آب و تاب
سے چمک رہے ہیں۔ ان کے کوائف و حالات ملاحظہ
ہوں۔

دارالعلوم عزیزیہ کا رمضان المبارک کی تعطیلات
کے بعد اس سوال کو مستراح ہوا۔ اس وقت دارالعلوم
عزیزیہ میں ستر طالب علم ہیں جن کے قیام طعام سبق
و طبق وغیرہ کے اخراجات حزب الافصار کے ذمے
ہیں۔ ان کی تعلیم و تعلم کے لئے مولانا سیاح الدین
صاحب اور مولانا فضل نور صاحب اور مولوی سید
محمد نذیر صاحب اور حافظ غلام الیسن صاحب نہایت
جانفشانی سے کوشاں ہیں۔

تذکرۃ الصالحین

حضرت مولانا سید صغیر حسین صاحب دیوبندی

(۳)
(از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی)
(سلسلہ اشاعت ماہ منہج ۱۹۹۶ء)

مکتوب از رائد بر ضلع سورت

خدمت گرامی بعد السلام وعلیکم۔ انتظار رہا
ہوگا۔ معافی چاہتا ہوں۔ کوئی بات بھی نہ تھی کیا لکھنا فضول
سے آپ کے اعتکاف و ہجرت میں خلل ڈال کر گناہگار
ہوتا۔ میرا رمضان بڑے آرام اور کیسوی سے گزرا
اور مولانا ابیہم اور صوفی جی کی وجہ سے بے سنگی بھی ہی
۱۶ رمضان کو رخصت کی درخواست برائے چار
ماہ بوضع تنخواہ روانہ کی تھی۔ ۳۰ سوال تک منظور ہی
نہیں آئی۔ اس لئے کچھ انتظام قطعی نہیں کیا۔ مگر خبر
آگئی ہے کہ عرض پہنچ گئی۔

مدرسہ کے حالات و معاملات کی نشوونما ایسی ہے۔
کہ اس احقر کی روانگی کے متعلق ذکر و افہامات مغلوب
ہو گئی۔ وعلی کل حال لایقضا و لا یضرنا۔ آپ کے
لئے مشکل بھی ہے اور نہیں بھی۔ اول ظاہر ہے اور
دوسرا اس لئے کہ سب لوگ آپ کے استاد اور کابر
اور قابل احترام ہیں۔ بدستور سب سے تعلقات رکھتے۔

اور اس میں خدا نخواستہ اگر کچھ ضرر پہنچے تو برداشت
فرمائیے۔ حق تعالیٰ کی رضامندی پر حال مقدم ہے۔
آپ خود عالم ہیں۔ والد ماجد مدظلہم موجود ہیں۔ بھائی
طیب سے سلام و دعا کہہ دیجئے۔ والد ماجد مدظلہم
اور چچا منظور احمد صاحب اور بھائی مطلوب صاحب
سے سلام مسنون عرض کردیں۔

میراث المسلمین۔ نگزار سنت و جواب الیقین۔ ایشا و البنی
گجراتی میں ترجمہ ہو گئی بعض مفت تقسیم ہو رہی ہیں۔
آپ کی چہل حدیث بھی ترجمہ ہو کر شائع ہو گئی۔ اب
ادجز السبر اور اہل الحات کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ کوئی بات
دریافت طلب ہو تو اس پتہ پر خط تحریر فرمائیں۔ ۲۰
کے بعد سوار ہونے کا ارادہ ہے۔ (پتہ یہ ہے)

بہی پارس بلڈنگ پوسٹ عفا دوکان حافظ
محمد زکریا صاحب عطریل والے چوہنوری

المراسم

(بندہ اصغر حسین غنی عنہ)

۱۔ احقر اس وقت چند روز کے لئے تھانہ بھون گیا ہوا تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۔ ۳۴ سالہ میں دارالعلوم
کے ۱۵ برس باہمی اختلاف پیش آیا تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔

پہنچ گیا تھا۔ اب دو ایک روز میں حج کی تیاری ہے۔ جدہ صوفیہ میں سالانہ جلسہ ہوا۔ جاوی ہندی طلباء نے عربی میں تقریریں کیں ہم بھی گنگ بیٹھے رہے۔ آپ بہت یاد آتے رہے۔

گرمی اور ٹوپیت شدید ہے۔ مدینہ منورہ کی آمد و رفت کی چھبیس منزلیں دشوار ہیں۔ اور موٹر میں اول تو ایک آدمی کا کرایہ آمد و رفت پندرہ گنی سے بیس تک ہے۔ پھر گرمی کے موسم میں اس میں بھی بعض تکالیف ہیں۔ اس لئے شاید کسی قدر قیام مکہ معظمہ میں کرنا پڑے حج کے سفر میں بہت سی تکالیف ہیں۔ پھر بھی آپ کے لئے یہاں کی حاضری کی دعا کرتا ہوں۔ بمبئی کا منظر تو یہی تھا۔ یہاں جب ایک وقت دو لاکھ آدمی حرم شریف میں سر بسجود ہوئے ہیں تو عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ مولیٰ طیب صاحب اعتکاف میں مانتے رہے تو شاید طوف

میں بھی ہمراہ ہوں۔ ان سے سلام عرض کر دیجئے۔ اور جناب والد ماجد مدظلہم کی خدمت میں سلام نیاز عرض کر دیجئے۔ ان کی صحت و خیریت کی طرف اکثر تعلق خاطر رہتا ہے۔ مکہ معظمہ میں ضعیف الاعتقاد دی اور تعویذ گنڈے سحر اور دسکر کا بڑا زور ہے۔ اگر چاہتا تو بد فضول دس پندرہ روز یہاں بھی جا رہا ہوتا۔

اللہ کا ہے۔ جب حضرت مینا صاحب مدظلہم نے دعا فرمائی۔ حق تعالیٰ نے اس کو شرف قبول عطا فرمایا کہ اس کے اگلے ہی سال یعنی ۱۳۸۵ھ میں حجاز کو حاضری کی دولت نصیب ہو گئی۔ ۱۵ اعتکاف سے قیام تھا۔ بیچوں کی طرف اشارہ ہے اور وہ بھی اس وقت تھا۔ بیچوں میں مقیم تھے اور عجیب بابے کہ جس طرح قلم مبارک سے انھما عرف بحرف اس طرح ہوا۔ حاضری کہ مکہ مکرمہ کو بیعت مولانا طیب صاحب رحمہم دارالعلوم دیوبند نصیب ہوئی۔ طواف کوئی میں ہرقت ساتھ رہے۔ سچ فرمایا

مکتوب دوم از بمبئی بوقت سواہی جہازہ
السلام علیکم مفصل خط نہ لکھ سکا افسوس ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو بھی یہ منظر نصیب فرمائے۔ دو ہزار جذب اور غیر جذب حاجی جہاز کی طرف دوڑے ہیں۔ ایک پڑوسرا گئے تاجے۔ تدفین ہوئی ہے۔ تمام قاعدہ شدہ انتہا پر ہوتے ہیں۔ کیا مجال کہ عزیز و قریب پاس آجائیں۔

اس منزل میں سب خیالات دل سے کا فود ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب پر بے وفائی کا الزام رہتا ہے۔ حضرت جنتم صاحب پر استبداد کا۔ اللہ اللہ منہ دل آخرت کا کیا حال ہوگا۔ گیارہ بچ گئے۔ بہت مددگاروں کے ہمراہ آرام سے جہاز کی طرف جا رہا ہوں۔ ظاہری سامان راحت سب جہاں ہیں۔ فضل خداوندی کی احتیاج ہے۔ قبولیت میں ان فضویات کو کیا دخل ہے۔ آپ تو بہت یاد آتے ہیں۔ نہ اندھ رہا تو پھر لکھوں گا۔ دعا کی آپ سے جیامیتا آمید رکھتا ہوں۔ اور آپ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ والد ماجد قبلہ کی خدمت میں سلام نیاز میرے جو خط آئیں سب پر لکھ دیا جائے کہ حج کو چلا گیا۔

اصغر حسین و منی بمبئی
مکتوب سوم از مکہ معظمہ مورخہ ۱۳۸۵ھ
عنایت فرمائے بندہ مولوی محمد شفیع صاحب!
بوالسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عدن جہاز ہٹا نہیں اور جدہ سے خط کیا لکھنا۔ ادھر نہ ادھر۔ اور اب بھی کوئی ضروری بات تو نہیں۔ مگر محض تقاضائے قلبی اور بطور یاد آوری خط لکھتا ہوں۔ ۲۰ ذیقعد کو مکہ معظمہ

مگر میں نے جہاز میں سوار ہو کر اس داہیات سے توبہ کر لی اور تمام رستہ آیت کریمہ پڑھا ہوا آیا۔ اس ازدحام کے زمانہ میں مقامات متبرکہ محال اجابت تک پہنچنا اول تو دشوار ہے اور پھر کبھی دعا کی توفیق ہوتی ہے تو سوائے توفیق مسلمانوں والحقنی بالصلالحین کے کچھ نہیں سوچتا تاہم زبردستی کر کے اپنے دوستوں بھائیوں محسنوں کے لئے ضرور دعا خیر حتی المقدور کرتا رہتا ہوں۔ جدہ سے مکہ تک پہنچنے میں بخار ہو گیا۔ کئی روز کے بعد رفع ہو گیا مگر مری چھوڑ گیا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے کئی خلفاء و خدام اس مبارک شہر میں موجود ہیں مشہور مجاہد شیخ سنوسی حج کے لئے آئے ہیں خاموشی سے سلطان نجد کے ہاں ہیں۔ گذشتہ سال حبشہ میں مشاہیر کا مجمع تو کہاں مگر چند اہل علم موجود ہیں بھائی طاہر سے ملاقات ہو تو سلام عرض کر دینا اور کہنا کہ مدینہ منورہ کے مدرسہ الایتام کے لئے بنام مولوی بہادر احمد صاحب اگر القاسم روانہ نہ کیا ہو تو اب دو تین ماہ کے رسالے روانہ کرادیں میں بھی دیکھ لوں گا مکان سے اگر میرا لکھا ہوا پرچہ یا زبانی طلب روپیہ کی آواز تو آپ پچاس روپیہ دے دیجئے ورنہ نہیں۔ اونٹ پر دو آدمی سفر کرتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ کی آمد و رفت کا کرایہ تیرہ گنی ہے۔ اور موٹر میں صرف ایک آدمی کی

آمد و رفت کا پندرہ سے بیس گنی تک ہے پس اگر میں نے یا لڑکے کے بضرورت شدید موٹر پر سفر کیا تو آئندہ خط میں آپ سے کسی قدر مصارف بھیجے کی درخواست کروں گا ورنہ نہیں۔ بہت فضول ہیں لکھیں اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ مولوی مطلوب صاحب سے تو ویسے ہی سلام کہہ دیجئے۔ اور کوئی کبھی پرسان حال ہو تو کہہ دیجئے۔ اور دوسرے ورق کے دو حصے کر کے مکتوب الیہم کی خدمت میں بھیج دیجئے۔

رقیبہ بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ از مکہ معظمہ

۴ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ

مکتوب چہارم از مدینہ منورہ ۶ محرم ۱۳۲۵ھ
بخدمت گرامی مولانا محمد شفیع صاحب و مولانا حکیم محفوظ علی صاحب۔ بعد السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ سے آپ حضرات کی خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ دعا ہے کہ بعافیت ہوں۔ مکہ معظمہ سے موٹر کی سواری میں تین دن میں مدینہ منورہ پہنچے۔ دو آدمیوں کی آمد و رفت کے کرایہ میں ۴۸ روپیہ موٹر لائیوں کو ادا کئے گئے۔ بلال کو دیگر رفیقوں کے ہمراہ واپس کر دیا تھا۔ اور میں نے موٹر والے سے کہا تھا کہ ایک دو جینہ بیبا چھوڑ دے۔ پھر مجھے پہنچا دینا۔ اس نے منظور کر لیا۔ بلال کو خط لکھ کر دیا تھا۔ امید تھی کہ جلد آپ کے پاس پہنچا دے گا۔ مگر ان صاحبوں کو جدہ میں

لے غالباً موٹر عالم اسلامی کی طرف اشارہ ہے جو حجاز میں منعقد ہوئی تھی اور اطراف عالم کے علماء و مشاہیر کو اس میں جمع کیا گیا تھا۔
میں چھوٹے صاحبزادہ کا نام ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ محمد شفیع

جہاز نہیں ملا۔ مجبور ہو کر سب مکہ معظمہ واپس ہو گئے۔
پندرہ بائیس روز کے بعد کوئی جہاز ملے گا تب
ہندوستان روانہ ہوں گے۔

میرے مصارف بہت زیادہ ہوئے۔ جن کی
تفصیل بھی اس خط میں لکھی تھی۔ اس لئے آپ
دونوں صاحب نصف نصف رقم جمع کر کے اٹھائی
سورہ پیہ میرے لئے روانہ فرمائیں۔ دہلی جانے والے
کسی معتبر آدمی کے ساتھ مولانا کفایت اللہ صاحب
یا مولانا ضیاء الحق صاحب کے پاس بھیج دیں۔ کہ
علیجان والوں کی دکان کی معرفت مولوی سید احمد
فیض آبادی کے نام پر مدینہ منورہ میں بطریق حوالہ
و ہنڈی روانہ کر دیں جو رہید وہاں سے آپ کے
پاس آئے گی اسکو لفافہ میں مع اپنے عنایت ناموں
کے رکھ کر اس پتہ پر روانہ فرما دینا۔

مدینہ منورہ مدرسہ عیدہ سید اصغر حسین دیوبندی
و مولانا سید احمد صاحب ہاجر فیض آبادی۔

انگریزی میں حجاز عرب مدینہ منورہ لکھ دینا چاہیے
اور یہ آپ کو معلوم ہو گا کہ ۳ کے ٹکٹ لگتے ہیں۔
اس صورت میں یہ فائدہ ہے کہ اگر میرے روانہ ہونے
کے بعد بھی یہاں روپیہ پہنچا تو مولوی صاحب کو وصول
ہو جائے گا۔ انہیں کے مدرسہ کی کئی قوم تھیں
جو میں نے بضرورت خرچ کر لی ہیں۔

دوسرے خطوط کو پڑھنے کے بعد لفافہ میں رکھ
کر ہندوگوں کی خدمت میں پہنچادیں۔ اور باقی ہندوگوں
کو سلام و نیاہ عزیزوں کو سلام و دعا کہیں۔

رقیمہ بندہ اصغر حسین مفا اللہ

مدینہ منورہ ۱۶ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ

۶ جولائی یوم الاربعاء

اس سفر حج اور اس سے واپسی کے وقت تک اور
بھی چند مکتوبات تھے جو اس وقت ہاتھ نہیں آئے
اس کے بعد غالباً ۱۳۵۵ھ یا ۱۳۵۶ھ میں پھر تیسرے
سفر حج کا اتفاق ہوا۔ تشریف لے جانے سے پہلے
ماندیر سے والا نامہ مندرجہ ذیل تحریر فرمایا۔

مکتوب پنجم انہ لا ندیر مورخہ ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ
بخدمت گرامی مولانا محمد شفیع صاحب۔ بعد السلام علیکم
ورحمۃ اللہ۔ دعا ہے کہ آپ بعافیت ہوں جناب
قاضی صاحب کے ذریعہ سے احقر کے حالات سے
اطلاع ہوئی ہوگی۔ احقر کو وہاں کے حالات کی
بالکل اطلاع نہیں۔ اس طرف ایسی خبریں پہنچ
رہی ہیں جن سے فتنہ کا اندیشہ ہو رہا ہے۔ اخبارات
بھی مسلمانوں کی طمانیت کو ذائل کر رہے ہیں۔

آپ اور قاضی صاحب گاہ گاہ یاد آیا کرتے
ہیں اور اہل و عیال شاخ و نادر بہ سب چیزیں
گذشتنی و گذشتنی ہیں۔ اب آپ برائے عالی سے
مطلع فرمائیں کہ جانا طرف حرمین شریفین کے آپ
کی برائے میں کم از کم لا بائیں بہ میں داخل ہے یا
نہیں۔ جناب کی برائے چونکہ قطعی العمل نہیں ہوگی
اس لئے آپ پر ہر دو صورت میں کچھ گناہ نہیں ہوگا۔
آپ سے اس قدر طویل خط کا طالب نہیں۔
عذیم الفرصۃ آپ کی معلوم ہے۔ اور کوئی

امیر تالین ۵۵ کلکتہ۔ بحرہ ۹ ماہ صفر ۱۲۰۷ جہاد لی چاہ شہید
مکتوب ہشتم از رنگون مؤرخہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۰۷
بخدمت حضرت مولانا قاضی مسعود احمد صاحب
بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ احقر کئی روز تک مفتی صاحب
کے تشریف لائے اور یہاں پر رکے واقعات فتح و
نصرت سنانے کا منتظر رہ کر اپنے سفر پر چلا آیا قاضی
صاحب کو اطلاع بھی کر دی تھی اور اسٹیشن تک بھی
تشریف لائے پھر بھی اگر کچھ شکایت رہ گئی ہو تو
امید معافی ہے۔

چونکہ یہ امید ہے کہ آپ حضرت کو کبھی دھڑکا خیال
آجائے ہو گا اس لئے اطلاع احوال ضروری سمجھتا ہوں
ورنہ وطن سے قویٰ قصد کیا تھا وہ ضعف بصیرت مقتضی
بھی یہی تھا کہ کسی کو خط نہ لکھوں گا۔

اللہ تعالیٰ کا بہت شکرا و اگر تاہوں اور اب
تک زندہ اور بحیریت ہوں کلکتہ سے رنگون تک
بھیراری اور تھے وغیرہ کی تکلیف جو کچھ تھی وہ رنگون
آکر دفع ہو گئی دیندار نیک آدمیوں کی صحبت ظاہری
راحت اور تعویذ گنڈے کے اعمال سفلیہ سے نجات
ہوئی بہت شناسا و متعارفین ملے چاہے روز کے بعد
دس گھنٹے ریل کا سفر کر کے پھر اسٹیشن میں بڑے آرام

سے سفر کر کے مولین پہنچ گیا۔ صرف چپاتی شورہ باکھاتا
ہوں سو ڈاڑھیا ہوں چین کرتا ہوں۔ بیت بڑا عمدہ خال
مکان ہے۔ مگر میرا حجرہ اس سے افضل ہے۔ کیونکہ اس
میں بہت ہوتا ہے اس میں ہوا کا نام نہیں۔ دن
رات بارش ہوتی ہے۔ تعویذ والا کوئی بھولا پیرا ملک
مکان کا رشتہ دار آجاتا ہے۔ بڑی فراغت و طینت ہے
خواہ آپ رہا خیال فرمائیں، مگر بات میں خوب دل
لگتا ہے سب چیزیں باقاعدہ ادا ہوتی ہیں کبھی کبھی شہید
د طالب رفیق سفر کو برا بھلا کہہ کر گنڈا کرتا ہوں۔
اور کسی کی فہیت نہ حسد غیظ۔ اپنا وقت ضائع کیا مگر
آپ کا ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ جواب یہاں نہیں پہنچے گا
چلنے والا ہوں۔ بالفرض اگر ضرورت ہو تو رنگون کا پتہ
پشت پر لکھ دیا ہے۔ واپسی میں وہاں مل جائے گا۔
مولانا الداجد مدظلہم دعا ہے کہ بعافیت ہوں سلام
نیاز عرض کر دیکھے۔

بندہ صغیر حسین عفا اللہ عنہ ۱۲ جمادی الاولیٰ چاہ شہید
مکتوب ہشتم از رنگون مؤرخہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۰۷
بنام احقر مولانا قاضی مسعود احمد صاحب

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ دعا ہے کہ آپ حضرات
بعافیت ہوں۔ احقر بفضلہ تعالیٰ زندہ ہے۔ آپ حضرات کو

لے یہ خط احقر اور محمد وحی مولانا مفتی قاضی مسعود احمد صاحب دونوں کے نام تھا حضرت کے اس سفر میں جانے سے پہلے احقر یہاں پر رہ
گیا ہوا تھا کیونکہ یہاں پر کی حد اللہ ہیں ایک مرزا کی قادیانی کے خلاف اس کی مذہب حملہ نے مقدمہ فتح نواح دائر کر رکھا تھا۔
اس سلسلہ میں ملا کی شہادتیں مرزاؤں کی تکفیر پر مطلوب تھیں۔ احقر کو بھی شہادت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ یہ کام میری مقدمہ اور اس
کا فیصلہ طبع ہو چکا ہے اس میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے مقابلہ میں شہادہ فتح ہوئی ہے۔ اس خط میں اس واقعہ کی
طرت اشارہ ہے۔ ۱۷۔

۱۸۔ اعمال سفلیہ سے مراد عملوں کی اصطلاح کے اعلیٰ سفلیہ نہیں۔ بلکہ مطلق تعویذ گنڈے کو مقابلہ دینے میں غل علیہ عمل کے
حضرت اعمال سفلیہ سے تعبیر فرمایا کرتے تھے وہی مراد ہے۔ ۱۲۔

یاد کیا کرتا ہے۔ وہ عکس آئینہ بن گیا۔ اب ادا ادا وہ اپنی
کار کیا ہے ماشاء اللہ ۲۵ چادری الشامہ یعنی ۲۴
انگوٹہ ہر ایک انگلی پر پہنچ جاؤں گا۔ اور رفتہ رفتہ دلچسپ
لوگ کہا کرتے ہیں کہ پریشان حال کو سلام کہنا۔ مگر
۱۔ دست میل الیکٹرانک اینڈ اھبہ (البطال)
باقی بشہ و حیات۔

(اصغر حسین مراد چادری و شامہ)

مکتوب دہم از نگون مورخہ ۲۰ صفر ۱۳۳۰
مولانا صاحب کرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کبریٰ نامہ مجھکو رنگون میں پہنچا میں نے بھی ایک
کارہ ڈروانہ کیا تھا۔ دیر میں ملا ہوگا جناب کی عیادت
میں خصوصاً باہر بارہو کرنے سے نہایت افسوس
وہ رفق ہوا اور اس احقر کے مفقود الخیر ہو جانے
سے چر تشویش و تیر و جناب کو پیش آیا اس سے
بہت ہی افسوس اور شرمندگی ہوئی۔ اگرچہ شرکت
کی آواز و مقتضائے تعلق بقی ضروری تھی لیکن اس
تداس ہم اپنی شرکت کو نہ سمجھتا تھا کیونکہ میں تو بال
کچھ مقدس میں بھی حاضر تھا۔ بہر حال اب تو بہت غم
ہو آتا امید ہے کہ آپ نے مولویت اور سادگی کو عمل
میں لاکر عقد و تقریب سے فراغت حاصل فرمائی۔
ہوگی۔ حق تعالیٰ خیر و بہت فرمائیں۔ ادنیٰ نتیجہ خیر حاصل
ہو۔ والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام اور غرض افسوس
ذکر فرمایا میں سادہ سب متعلقین کو دعا پہنچا میں۔ مجھ کو ان

سب سے زیادہ عدم شرکت کا افسوس ہے۔ احقر
ایام گذری کہہ رہا ہے۔ بیوقوفی سے رخصت پر رخصت
لے رہا ہے۔ کبھی صحت ہے کبھی مرض ہے۔ حق تعالیٰ
کا ہر وقت شکر ادا کرتا ہوں۔ عزیز مولوی محمود کو
ہر وقت ہنسنا ہوں کہ میاں صاحب رنگون میں چین
کر رہے ہیں۔ آپ کا ذکر خیر رہتا ہے ان کا خط پہنچا
ہوگا۔ آپ کو نفع ہو یا نہ ہو ان کی فرمائش کتاب کی
پوری فرما دیجئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بلانیت
دعا کرتا رہتا ہوں۔ اور آپ سے امید رکھتا ہوں۔
زندہ رہا تو ایک ماہ میں یہ بند پہنچ جاؤں گا۔
عاجز دعا گو بندہ اصغر حسین عطا اللہ عنہ

از رنگون ۲۰ ماہ صفر
مکتوب یازدہم از نگون مورخہ ۱۹۳۱

مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دعا ہے کہ آپ
بہا نیت ہوں اور جناب والدہ ماجدہ العظمیٰ صحت یقین
فرمائیے کہ سسر میں اور یہاں کی اقامت میں اکثر وقت
خیال لگا رہتا ہے اور دعا کیا کرتا ہوں مجھ کو کارہ ڈ
سے کیفیت و صحت کی اطلاع فرمائیے۔ حضرت مولانا
مرتضیٰ حسن کی تشریف آوری سے سب کو مسرت ہوئی
اور مولانا کا بہت اعزاز و اکرام ہوا۔ تعلقات کی تجدید
ہو گئی۔ علامہ و علماء کی دست و پاوست و احراء پر آخری
جمعہ کے عظیم الشان اجتماع میں سب سطور عالمانہ
اور پھر وچسپ دعا فرمایا۔ اور احقر کو ایک روپیہ ملے

لے یہ غالباً رنگون کا وہ مہاجر ہے۔ احقر کی بڑی دختر کا عقد نکاح ہوئے والا تھا۔ حضرت کی شرکت کو نہ برا اظہار افسوس کے جواب میں
جہ و الانامہ تحریر فرمایا ہے کہ مولانا داؤد دیوسف صاحب لائبریری رنگون جن کے یہاں حضرت اقدس میہاں تھے۔ ۱۴

سے اور خاص اس وقت میں آپ کے وعظ کا تقویر اور خیال رہا۔ خصوصاً جب مولانا نے بعض ہی باتیں بیان فرمائیں جو آپ نے اُس پر ذر تقریر میں بیان کی تھیں۔

مولانا صاحب صاحب سے میرا سلام سنوں اور یہ حال فرما دیجئے کہ جو صاحب صاحب سے توبہت مسرور ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کی تہذیب و عادت کی خبریں مفقہین برائیدر کوٹھیں کر رہی ہیں مساجد میں سب نمازوں کے بعد دعا ہو کر ہے حضرت والد ماجد کے سب سے زیادہ عرض فرما دیجئے گا۔ مولانا کی صحبت کی اشوق ہو رہی اپنی غفلت سے طلب خیریت میں دیر ہوئی ہے۔ کار و دہر چند سطر میں لکھنے کا امداد تھا۔ اب طول کام کا عندہ آپ جو پاپیں سمجھیں۔

بدخطی سے شرمندہ دعا گو اصغر حسین روم بہت برائیدر ضلع سورت حضرت سیٹھی علی یوسف بھام صاحب

مکتوب دوازدہم ہائے برائیدر ضلع سورت حضرت قاضی صاحب وفقی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ احقر دعا گو خیریت ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ حسب گمان خلق چین کرتا ہے۔ جن کے مرض کی وجہ سے آیا تھا اُن کو پہلے ہی دن سے آرام شروع ہو گیا ہے۔ ماہ ایک شخص نے اپنے خالی پیسے جوئے وسیع مکان میں بھرایا ہے اپنی کوٹھڑی کو اور قبر کو اور آپ حضرات کو فراموش نہیں کرتا۔ اور دعا کرتا ہوں شاید دس دن میں واپس آؤں۔ بتعلیق دائل و عیال سے سلام و دعا فرمائیں۔ اور آپ سے دعا کا طالب ہوں۔

بند ۵

اصغر حسین وفات اللہ

انہ و انہ

تخلیق انسانی کی غرض

(حضرت مولانا عبدالحق صاحب)

اور محکوں کو ہوا کہ سرب و ہوا کے شے پر نظر ڈال جائے تو دو قسم کی باتیں نظر آتی ہیں۔ ایک وہ عارضی عامتیں ہیں جو چند گھنٹوں یا کچھ دنوں کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ جیسے کسی بڑی کانفرنس

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔ میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ دنیا کے اس کارخانے میں آگہ باقی تمام شے بننا

یا جشن سلطانی کے لئے کوئی بڑا پنڈال بنایا جائے دوسری وہ عمارتیں ہیں جو ہمیشہ کی ضرورت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ جیسے کارخانوں عبادت گاہوں کی عمارتیں یا سکونت گاہیں ہر قسم کی عمارت کی ایک خاص غرض و غایت ہوتی ہے۔ اسی غرض کو مد نظر رکھ کر اس عمارت کی تشکیل کی جاتی ہے۔ تمام قسم کی عمارتوں کی تفصیلات میں پڑنا طوائف سے خالی نہیں سمجھئے گئے لئے ایک مثال کافی ہے۔

ایک بڑا امیر رہنے سمجھنے کے لئے ایک مکان بناتا ہے۔ وہ اپنی تمام ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی تعمیر کرتا ہے۔ جیسے ایک حصہ زمانے کے لئے مخصوص ہے تو ایک حصہ مردانے کے لئے ایک حصہ خاتون کے لئے ہے تو ایک جہانوں کے لئے بلکہ مکان کا ایک حصہ موسم سرما کے لئے ہے تو ایک حصہ موسم گرما کے لئے پھر ہر حصہ میں تمام ضرورتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ عام اشیاء اور اثاثہ بیت کے لئے علیحدہ کمرے ہوتے ہیں تو کھانے پکانے کے لئے باورچی خانہ الگ بنایا جاتا ہے۔ ضرورت شہری کے لئے بیت الخلا بنتا ہے تو نہانے دھونے کو غسلی بنایا جاتا ہے سردیوں کے موسم کے لئے گرم حمام اور گرمیوں کے دن کے لئے خاص خانہ اور بجلی کے پنکھوں کا بندوبست کرنا بھی ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ رات کی تاریکی دور کرنے کے لئے چراغ۔ لینٹرن یا بجلی کے تمقوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ پینے، نہانے دھونے اور کپڑوں کی صفائی وغیرہ

کے لئے کتنی بنائے جاتے ہیں۔ یہ تو انسانی باتوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کا حال ہے۔ لیکن ہمارے سامنے ایک عظیم الشان بلڈنگ اور رہنے جو عرش معلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ تک اس کی وسعت ہے۔ مگر ہماری فہم و دانش کی کوتاہی اور ہماری غفلت کی انتہا ہے کہ اس عظیم الشان تعمیر کی غرض و غایت پر غور نہیں کرتے۔ اس کی حقیقت سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ فی الآفاق و فی انفسکم اخلا تبصرون (دنیا کے کارخانوں اور غور تمہارے نفسوں میں قدر کی بے شمار نشانیاں ہیں کیا تم غور نہیں کرتے۔

آخر عظیم الشان عمارت کیوں بنی؟ کس لئے بنی؟ کیسے بنی کس لئے بنائی؟ کبھی ہم نے سوچنے کی کوشش کی؟ کیا اس کی تعمیر کی غرض بال بچوں کے رہنے سہنے کا انتظام کرنا تھا۔ کیا آپ نے کھانے پکانے کے لئے اس میں کوئی کارخانہ کھولا تھا؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں؟ اس عمارت کا بنانے والا وہ کارساز حقیقی اور حکیم مطلق ہے جس کا نام خداوند قدس ذوالجلال ہے الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔ اس کی نشانی ہے۔ اس مکان کو اس لئے بنایا گیا کہ ایک انسان کثیر العیال بھیجتا تھا جس کو عہدہ خلافت پر فائز فرما کر خلیفہ کے خطاب سے لقب کرنا تھا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ رہیں میں ایک ایسا خلیفہ بنانے والا ہوں) سبحان اللہ شان فیاض و شرف بخشی اور یہ جو دو کمرے۔ باوجودیکہ ساری رعایا ملکہ و جنات کو خدا شہد ہو رہا تھا کہ یہ کیا خلیفہ بنایا جا رہا ہے جو تمام

شرارتوں کا سرچشمہ ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ خدشہ حضوہ ذوالجلال میں پیش کیا۔ جواب ملا۔

انی اعلم ما لاتعلمون میں جو کچھ جانتا ہوں تمہیں اس کی کیا خبر۔ میرا خلیفہ یہی ہو سکتا ہے۔ یہ وہ خطاب ہے جو خداوند قدوس شہنشاہ کائنات کے دربار سے بنی نوع انسان کو عنایت کیا گیا۔ لیکن قدر ناشناس اور گمراہ انسان اس خطاب سے منہ موڑ کر حکومت باطلہ کے دربار سے ایک بے حقیقت اور بے معنی خطاب حاصل کرنے کے لئے شہنشاہ کے دربار کے رفیع خطاب کو واپس کھرتے ہوئے اپنا دین ایمان تک نیچنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اس طرح انسان نے خلافت خداوندی کا ذریعہ تاج سرے پھینک کر شیطانی خلافت کا طعون طوق اپنی گردن میں پہن لیا۔

یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ جب خداوند قدوس نے حضرت انسان کو خلیفہ بنا کر بھیجا تھا تو یہ ضروری تھا کہ خلیفہ کی تشریف آوری سے پہلے ہی ایک بہترین عظیم الشان عمارت تیار کر کے اس میں خلیفہ کی تمام ضروریات کا مکمل انتظام کر دیا جائے۔

چونکہ اس خلیفہ کی ترکیب دو اجزاء سے ہوئی ہے ایک جزمادی ہے۔ دوسرا جز روحانی۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ ضروری ہے کہ انتظام کے سلسلے میں دوسری شعبے علیحدہ علیحدہ قائم کئے جائیں۔ ایک شعبہ مادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوگا۔ دوسرا شعبہ روحانی ضروریات کا اہتمام ہوگا۔

مادی شعبے کے متعلق انتظامات | اس سلسلے میں ہن

سمیٹنے کے لئے ایک مکان کی ضرورت تھی اس کے لئے ایک عظیم الشان عمارت عرش معلیٰ سے لے کر تحت الثریٰ تک بنائی گئی۔ یہی خلیفہ کا مکان ہے۔ آسمان کتنی بہترین چھت ہے۔ اور زمین کتنی بہترین فرش۔

اللہی جعل لکم الارض فراشا و قدوس وہ والسماء بناء

ہی لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا یا۔ والارض فراشنا فنعلم الماھدن۔ ہم نے زمین کو فرش بنایا۔ ہم نے کتنے بہترین فرش بنائے وائے میں۔ وجعلنا السماء سقفا محفوظا۔ اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔

پھر اس چھت کو رنگ برنگ کے بے شمار قمعوں سے مزین کیا۔ یہ نقشے یہ ستارے ہیں یہ چاندیہ سورج بڑے بڑے ہنڈے ہیں جو راہ چلنے والوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ رات کو چاند اور کبھی ستاروں کی ہی کہ ہندلی ٹھنڈی روشنی راہ دکھاتی ہے۔ چوروں سے حفاظت کرتی ہے۔ اور شاہد ہوتا ہے۔

ولقد زیننا السماء الدنيا بمصابیم۔ ستارے آسمان کی زینت ہیں۔ اور چوروں کے پہرہ دار ہیں۔

چاند اور سورج دو بڑے بڑے ہنڈے ہیں۔ دونوں باہر بار بار اپنا کام انجام دیتے رہتے ہیں بعض وقت انسان کو بہت تیز روشنی کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ ہر چھوٹی چھوٹی چیز آشکارا ہو جائے اور انسان بے مددک ٹوک اپنا کام کر سکے سورج کی روشنی اتنی تیز ہے کہ طلوع ہوتے ہی جہاں تک اس کی شعاعیں پہنچتی

میں بہت زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔ انسان اس کی روشنی میں اپنے سارے کام و بار انجام دیتا ہے۔ اس کی گری سے بے شمار فائدے حاصل کرتا ہے۔

جب انسان کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے اور آرام کرنا چاہتا ہے، نیز روشنی کے بجائے بجلی کی روشنی کا طلبگار ہوتا ہے، تاکہ تیز روشنی اس کی بین میں خلل انداز نہ ہو۔ قدرت نے اس کے لئے چاند اور ستاروں کا انتظام کیا ہے۔ واقعی قدرت کس قدر حکیم و شفیع ہے۔ جب انسان دن کو تھک کر رات کو آرام کا ارادہ کرتا ہے، تو قدرت بڑے ہنڈے کو بچھا کر چھوٹے بجلی کی روشنی کے قمقمے اور ایک چھوٹا سا ہنڈا بجلی اور ٹھنڈی روشنی والا جلا دیتی ہے۔ مفسرین نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر سورج چوبیس گھنٹہ باقی رہتا تو تمام چیزیں جل کر رکھ ہو جاتیں۔

حضرت انسان خلیفۃ اللہ فی الارض کے مکان کو روشنی سے مزین کر دیا۔ پھر اور دوسری ضرورتوں کا بندوبست کیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔
هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً۔ خداوند گدو کی وہ ذات ہے جس نے فقط تمہارے ہی لئے زمین کی ساری چیزیں بنائیں

اس آیت کی پوری تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ ایک برسری نگاہ سے جائزہ لیئے میں یہ چیزیں صاف اور نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں۔ معدنیات، دکانیں، زمین دولت کے بیشمار ذخیرے ہمارے ضرورتیں پوری کرنے کے لئے موجود

ہیں۔ نباتات، زمین سے اُگنے والے پودے اور درخت پر نظر ڈال جائے۔ تو مختلف قسم کے اناج، رنگ برنگ اور مختلف ذائقہ رکھنے والے لذیذ میوے ہمارے لئے پیدا کئے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف قسم کے گوشت کا انتظام فرمایا گیا۔ وہ وہ مکھن، کیکلکٹ، چھٹری وغیرہ کا تو کہنا ہی کیا۔ پینے کے لئے ہزار قسم کے لباس موجود ہیں۔ پینے کے لئے پانی درکار تھا اس کے لئے چشمے، جھرنے اور ندیاں بنائی گئیں۔ زمین کی تہوں میں پانی پیدا کیا تاکہ اس کو کھود کر درجہ ٹوٹ چشموں اور ندیوں سے دور رہتے ہیں) پانی حاصل کر سکیں سواری کے لئے طرح طرح کے جانور پیدا فرمائے۔ وہ چیزیں جو انسان کچا نہیں کھا سکتا ان کو پکانے کے لئے آگ بنائی گئی۔ علاوہ ہر اس سے صنعت و حرفت میں بھی بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ اس پر میں نہیں کیا گیا۔ ان بے شمار قدرتی چیزوں کے علاوہ چیزیں بنانے کی طرف قدرت نے انسان کی رہنمائی کی۔ اور ان کے لئے پتھر پیدا کیے۔ انسان نے ان چیزوں سے بیشمار چیزیں جو کجاہ کیں، قیام، ایام سے لے کر آج تک کی ایجادات پر نظر ڈالنے سے حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔

ان چیزوں کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی ہیں جن کے فائدہ انسان جب اس کا تخریج فاسد ہو جاتا ہے۔ اپنا علاج معالجہ کرتا ہے۔ اس کے لئے بھی قدرت نے بڑی فیاضی سے کام لیا۔ ہزار ہا قسم کی دوائیں جنگوں میں پیدا کر دیں۔ اس کے علاوہ جمادات اور حیوانات وغیرہ سے بھی دوائیں بنائی جاتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
کوئی پیادہ ایسی نہیں جس کے لئے قدرت نے دوا نہ پیدا کی
جو۔ جو اسی لئے انتہا مفید چیز بنائی گئی۔ جو جو ناس کی
تندرستی کے لئے اندر بس ضروری ہے۔ ہوا کی قدر اس وقت
معلوم ہو سکتی ہے۔ جب چند منٹ کے لئے اس کو بالکل
روک دیا جائے پھر تمام انسان چرند و پرند یا ہی بے آب
کی طرح تڑپنے لگیں۔ مفسرین رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ
آسمان زمین انسان کے لئے مجازی ماں باپ کی جگہ میں
آسمان زمین کا باہمی وہ تعلق ہے جو خاوند و بیوی میں
ہوتا ہے۔ خاوند سے ایک پانی نکل کر بیوی کے رحم میں
جاتا ہے اس سے ایک انسان پیدا ہوتا ہے ٹھیک
اسی طرح آسمان سے بارش کا پانی زمین کی گہرائی میں ترتا
ہے تو اس سے طرح طرح کی نسلیں پیدا ہوتی ہیں زمین
انسان کے لئے ماں سے زیادہ شفیق ہے۔ ماں ایک رنگ
اور ایک ذائقے کا دودھ پلاتی ہے لیکن زمین مختلف
رنگ اور مختلف ذائقے کے میوہ جات انسان کو کھلاتی
ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وانزل من السماء ماءً فاخرج من اور آسمان سے پانی
به من الثمرات رزقا لکم انا ہر اس سے
پھلوں کو تمہاری روزی کے لئے پیدا کیا۔

اور ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فلينظر الانسان الى طعامه اب دیکھ لے انسان اپنے
انا صببت الماء صبّا ثم شققنا کھانے کو کہ ہم نے ڈالا پانی
الارض شققا فابنتا بهما حيا اور سے گمراہ ہوا پھر حیرا
وعنبا وقصبا وزيتونا ونخلا زمین کو بچاڑ کر پھر گایا

وحدثت غفارا فاکھ
وآبانا ما لکم ولا نقا لکم۔ تم گامری اور بیجوں اور
کھجوریں اور گنجان بارخ اور میوہ اور گھاس کام
چلانے کو تمہارے اور تمہارے اور تمہارے سچا پال
کے لئے۔

عرض آسمان سے لے کر زمین تک سارا کام خدا
خداوندی فقط حضرت انسان ہی کے لئے بنایا گیا
ہے۔ اور دن رات حضرت انسان کی خدمت میں کام
دے رہا ہے۔ صرف نظر آنے والا کارخانہ ہی نہیں
بلکہ حضرات مائیکہ جو عظمت کا مجسمہ ہیں۔ اور ہماری
آنکھوں سے روپوش ہیں دن رات انسان کی خدمت
گنہاری میں مصروف رہتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ
اگر ایک چھپکنے کے برابر قلیل مدت میں بھی فرشتے انسان
کی حفاظت چھوڑ دیں کوڑا طین انسان کی بوٹی بوٹی
کر کے رکھ دیں۔ بارش برسانا ہوائیں پلانا مذاق
کا تقسیم کرنا سب خدمات فرشتوں ہی انجام دے
رہے ہیں۔

ہے مختصر شعبہ ضروریات مادی کا

شعبہ ضروریات روحانی جس طرح جسم انسانی
کو ہزار ہاتھ کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ جن سے
و بنیادی زندگی بگڑ جاتی ہے۔ اس کے علاج کے لئے
اطباء، ڈاکٹر، جراح و فیرو سے مدد لیتے ہیں۔ اس سے
زیادہ قسم کی بیماریاں انسان کی روح کو لاحق ہوتی
ہیں۔

فی قلوبہم مرض۔ ان کے قلوب میں مرض ہے۔

قلب و روح کے یہ امراض ہیں، کبر، نفاق، حسد، کینہ، بغض، عداوت، غضب و نخوت

ایسے مہلک امراض کے لئے دین سے حیات بخروا جو کہ حیات اصلی ہے جس کا کوئی متہا نہیں ہے فاسد و خراب ہو جاتی ہے مابہر اور کامل اطباء کی ضرورت ہے۔ مادی جزو چونکہ کثیف عنصر یعنی زمین سے لیا گیا ہے۔ اس کا علاج معالجہ بھی زمین ہی کی چیزوں سے ہو گا۔ روحانی جزو چونکہ عنصر مجرد و لطیف بلکہ عالم بالا سے لیا گیا ہے۔ اس کا علاج بھی عالم بالا ہی سے آئیگا اور معالج بھی وہی ہو گا جس کی تعلیمی تکمیل عالم بالا کی درس گاہ میں خداوند قدوس نے سرانجام فرمائی ہو۔ سبحان اللہ اس معالجہ و تعلم کے کمالات کا اندازہ کسی طاقت بشری کے احاطے ہی آسکتا ہے جس کے معلم و مرزی خود اللہ تبارک تعالیٰ ہوں۔ ایسے معالجہ کا نام شریعت کی اصطلاح میں نبی اور رسول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلو عليهم اياته ويزكيهم يعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے۔ اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات۔ اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہی میں تھے۔

هو الذي ارسل رسولا بالهدى ودين الحق ليظهر

على الدين كله و لو كره المشركون۔ وہی صریح جس نے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوچھو دے کہ اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے۔ اور پڑے برا مانیں شرک کرنے والے۔

علاج کی کتاب کا نام شرع شریف میں قرآن شریف ہے۔

يا ايها الناس قد جاء تنكم | اسے لو کہ تمہارے
موعظة من ربكم وشفاء لما | پاس آئی ہے نصیحت
في الصدور وهدى ورحمة | تمہارے رب سے اور
للمؤمنين | شفا دلوں کے روگ

کی۔ اور ہدایت و رحمت مسلمانوں کے واسطے۔

اس کی کتاب کی شان جامعیت یہ ہے۔

تبیاناً لکل شئی ہر مرض ہر علاج کا بیان

علاج کا اثر

كنتم على شفا حفرة من النار | اور تم تھے کنارے
وانقذكم منها | آپر ایک آگ کے گڑھے

کے پھر تم کو اس سے نجات دی۔

علاج کرنے پر ہم کو اختیار نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں اس معالج کے احکام پر عمل کرنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے

ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله | بلکہ معالج کے احکام کی خلاف ورزی کرنے پر ہمیں جہنم میں ڈال دینے کی دہمکی دی گئی ہے۔

ومن يشاقق الرسول من بعد | اور جو کوئی مخالفت

ما تبين غير سبيل المؤمنين فوله | کرے رسول کی جبکہ
ما قول ونضله جهنم وساءت مصيلا | کھل چکی اس پر سیدھی

راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستے کے خلاف توہم جو لہ کر رہے تھے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور آئین کے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بڑی جگہ پہنچا تبدیلی مکان و موسم کی وجہ سے آج وہ وہاں میں تبدیلی ہو جانے کی وجہ سے اگر مزاج میں تبدیلی آگئی تو نسخہ بدل دیا جائے گا۔

ما تفسخ من آية او نسها | جو نسخ کرتے ہیں
نات خیر منها او مثلها | ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیج دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس کے برابر تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے اس بات پر غور کرنا ہے کہ یہ سارے مادی اور روحانی شعبے تو حضرت انسان کے لئے ہیں لیکن حضرت انسان کی تخلیق کس غرض کیلئے ہوئی۔ مادی کامیابی کا غرض مالک اور حاکم کیا کسی ذات کا غلام، محکوم اور مملوک

بھی ہے یا نہیں۔ امتداد ہوتا ہے۔
افھیم انا خلقنک عشنا | سو کہ تم خیال رکھتے ہو کہ ہم دانکہ الینالانہوہون نے تم کو بنایا ہے کیلئے کو اور تم ہمارے پاس پھر کرنا آؤ گے۔

یہ گمان انتہائی بے وقوفی اور حماقت پر مبنی ہے خلیفہ ہر قدر قد و قدوس کا۔ اور جلوہ گر ہو تخت خلافت پر، اور فائز ہو عہدہ خلافت پر، اور پھر بیکار ہو کیا سلاطین دنیا کے خلیفے بھی بیکار ہوتے ہیں؟

چہ چاہیکہ خلیفہ خالق السموات والارض کا۔
اس لئے حضرت انسان کے فرائض منصبی اعراض و مقاصد کا اعلان ہوتا ہے۔
وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔
(باقی پھر)

کیا اسلام امن عالم کیلئے مضر ہے؟

علمائے وقت اور ان کی تشریح

(الامام محمد عالم صاحب اہل قاسمی)

ماہ اگست ۱۹۶۶ء

سلسلہ اشاعت

مفید ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مخالف صورت میں ہیں مسئلہ سامنے ہے کم ہو جاتا ہے۔ اور فوجی اور فردی باقوی میں اذیان اُلجھ جاتے ہیں۔ بسا اوقات مستند مندی بن جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاتی حملے، انکار اور پھر غارتگی کی قوت آ جاتی ہے۔

دعویٰ اور ادبیات دعویٰ دو جہاں کا نام ہیں۔ نیز ان ہر دو کے اقرا و شبہات ہیں باہم کوئی مناسبت نہیں۔ نیز ان دونوں ظہیفوں میں اطلاق و تفسید کا فرق ہے۔ تحقیقی مسائل میں ہمیشہ اطلاق سے ارتباط اور تفسید سے احتراز تلاش حق کے لئے

کا غلط تصور۔ جبل، آج کل جبل کے بھی مختلف اسباب پیدا ہو گئے ہیں، اور عجیب طلسماتی اسباب۔؟؟؟ جبل پر معنی نادانستن نہیں بلکہ جبل اس معنی میں کہ وہ خانہ خائن کا انکار کہہ جائیں، خودی کا نقدان اور دروغویت یہ دو طلسماتی اثرات فرنگی ساریت نے ماسوائے یورپ خصوصاً اہل اسلام کے سلعے بڑی کاوشوں اور بڑے حیلوں سے کام کئے، مسلمان نے قرآن کا فلسفیانہ کلام بھلا دیا۔

تلك الايام مداولہام ہم زمانہ کو لوگوں کے
بین الناس اور میان بہ لختہ رہتے
ہیں۔ (قرآن)

مسلم نوجوان نے اپنی شانہ روایات، روحانی عظمتیں، تحقیقی کمالات سب کو حال سے وابستہ کیا۔
والنگی کہیں اپنے حال کی کمتری سے جوئی اور بعض
افراد ایسے بھی نکل آئے جو سمجھنے لگے مسلمان یونہی
شکستہ حال، پورے یائشیں، افلاس زدہ، تنگی بھوک

رہی، روحانی عظمت، یہ ایک بہلاوا ہے جس کے
ذریعہ عوام کو حلقہ دام فریب میں آ لجا یا جاتا رہا
تاکہ شخصی اغراض، شخصی عظمت کی حفاظت ہوتی رہے
اور بعض دفعہ وابستگی وغیرہ کی مادی برتری سے
ہوئی۔ اور بعض افراد ایسے بھی نکل آئے جو سمجھنے
لگے مسلمانوں نے قوم پرستی اور ملیں ترقیاں کیں مگر وہ
سب کچھ اس حیثیت کی ہیں کہ انہیں اہل تحقیق و
اصحاب نظر کے سامنے فاختہ انداز میں پیش کر کے
بالآخر ندامت کے ساتھ سر جھکا لینا پڑے گا۔

باہم دست و گریباں ہو کر اجتماعی مسائل بھی ایک
ہم گیر مجبوری کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ کبھی
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ اصل در عاجی ہو جاتا ہے
اور وہ باب دعویٰ کا کردار مستقبل حال اور ماضی
کے تاریخی اوراق سے ابھرا بھر کر کچھ اس طرح
ہنرا جی رنگ پیدا کر دیتا ہے کہ وہ داد و دلتاز کے
بہتری و کمتری یکساں طور پر سامنے آ جاتی ہے۔
انکار اور پیہم انکار۔ اس اختلاف مذہب کا سہارا
بن جاتا ہے بسا اوقات یہ چیزیں جبل سے بھی پیدا
ہو جایا کرتی ہیں جیسے آج کا مسلمان عوام کی نظر
مسلمان کی تاریخ کو محض حال سے وابستہ کر کے دیکھتی
ہے۔ ماضی کی اسلامی بہتری، عظمت و جلال حال
اور متوقع مستقبل کی بھیانک اور افسوسناک صورت
میں نمایاں ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وہ داد و دلتاز کے
باہمی تدریجی نشیب و فراز سے مردہ تاریخی رنگ دو
کے لئے امر لاپدی ہے۔

کبھی کبھی وہ باب دعویٰ کو محدود کر کے ان
کے متعلق سوچا جانے لگتا ہے یہ دونوں باتیں بندش
کے عوام (مسلمان) کے اندر نہ نظر بنکر بالکل واضح
صورت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ وقت نظر کی ضرورت
نہیں۔ واضح طور پر واضح اور چند موٹی موٹی
حقیقتوں کو مثال کے طور پر سامنے رکھ کر سوچیں
اور سوچیں یہ دونوں کیلئے بجائے خود صریح ہیں
یا غلط!

جبل، داد و دلتاز کا غلط آموز اختلاف، محدودیت

اور یہ سب کچھ پیر گلس سے زیادہ وزن نہیں کھتا۔
کتنسا دکھ ہوتا ہے جب مسلمان قوم کا کوئی
ہونہار فرزند انگریزوں کے متعلق جناتی افسانے
تاثیر اور موجودیت میں ڈوب کر سننے لگتا ہے یہ
صاحب لوگ جو کلکتہ کے اس عالیشان قلعہ کے زمین
میں رہتے ہیں اور.....

یہ سرکاری اسکول کی سنگین چار دیواری
ہے۔ اسٹر صاحب جغرافیائی حدود پر اپنی لکڑی گھا
رہے ہیں مسلمان نوجوان کتاب کو سفید بنا کر بڑا ٹھٹھا
کی بیکراں وسعتوں میں تیر رہا ہے۔ کولبس — ؟

عالم انسانی سے بالاتر قوتوں کا فلاحی انسان
کشتی پر سواہ ہو رہا ہے۔ تھوڑے کی ہر تھاپ کراہیں
کی غفلت بڑھتی جا رہی ہے سمندر کی مسکراتی ہوئی
صبح اسپین کی فرنگی تقدیر میں مسکراہٹ سمور ہی ہے
سمندر کی چاندنی رات اسپین کی فرنگی شب میں خنکی

اور یہ نور کبھی رہی ہے۔ موجوں کا لہراتا ہوا ابھار
اسپین کی فرنگی گردن کو او بچا کر رہا ہے کولبس؟
لو کولبس امریکہ کے ساحل پر اتر گیا۔ کاش !

اس مسلمان طالب علم کی کتاب کے اسی صفحہ
پر قدرت کا درد دہائی تغیر برش و پالش لے کر اتر
جاتا اور مانی یا بہزاد بن کر اپنے موقلم سے اُن
افریقی عربوں کی صورتیں بنا دیتا جو کولبس سے
پہلے اس کی طفلانہ مزاحی سے تنگ آ کر امریکہ کے
ساحلوں پر اتر چکے تھے

یہ یوہرین اسکھ خانہ ہے مسلمان سپاہی بندوق

توپ اٹھیک، طیارے دیکھ دیکھ عالم استعجاب
میں کھو گیا ہے۔ کاش ! قدرت کا آمین دستور
دنیا کے موجودہ نظام کو جو ہزاروں منزلیں طے کر کے
یہاں تک پہنچا ہے۔ دھکیل کر اس منزل میں ال
دیتا۔ جہاں یورپ کی عقلیں اندھی تھیں۔ اور عقلہ محض
اور جہاں عربوں نے پہلی دفعہ مصر کی سرزمین پر بارود
کا استعمال کیا تھا۔

یہ پھری ٹرننگ کالج ہے مسلمان جہان زہان بڑی
بڑی دھانی کشتیوں کی تنگ دودھ دیکھ کر اپنی زبان
چھوٹی چھوٹی کشتیوں کی صورتوں پر ہنس رہا ہے
جو اس کے آبا و اجداد کو لے کر کبھی ساحل ایشیا پر
اترے کبھی ساحل یورپ پر اور کبھی ساحل افریقہ پر
کاش ! سمندر میں ایک طوفان عظیم اٹھا اور جہازوں
کے ساتھ ساتھ ان کے تمام لوازمات ہرے اور
سوچے والی گروپ فنا میں ڈوب دیتا۔ اور
پھر یورپ کے وہ ناکارہ انسان سامنے آ جاتے
جو پانی میں اترے ہوئے خوف کھائے تھے۔ جب عرب
سمندر کے سینے چیرتے ہوئے مشرق و مغرب کا چکر
لگائے پھرتے تھے۔

کاش ! کارل مارکس کا اقتصادی حل جو اقوام عالم
کے موجودہ غلط امتیازات سے اپنی حقانیت کا مدعی
ہے۔ وہ انجلیکہ امتیازات ہی اس حل کی وقتی مقبولیت
کے لئے جیلہ ثابت ہو رہے ہیں۔ ورنہ یہ خلاف فطرت
حل تمام اقوام عالم کے ساتھ یکساں سلوک کر کے
تمام تمدنی انسانی کمالات کا خاتمہ کرے — ؟

ایک دفعہ خلافت آئین سرزمین روس سے عام ہو جاتا، انسانیت، چونکتی، بھاگتی، پختی اور پھر جاؤ نو کی متلاشی بن جاتی اور پھر شاہ ولی اللہ گلاستانی اقتصاد دی حل اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ افق عالم سے نمودار ہوتا۔

کاش سائنس کا مادی فلسفہ حیات جس کی فنا ضروری الوقوع ہے اپنی تمام سیاح کاریوں کے ساتھ کلیسا کی چھتوں پر، مندر کی برجیوں پر، حرم کے مناروں پر بھیجا نیک سایہ بن کر چھا جاتا، انجام کار روحانیت کا ہر نفس تشنگی جستجو میں بھٹک جاتا اور کسی روحانی چشمہ حیران کی طرف دوڑتا اور پھر مادی اور غزالی کی الہیات اپنی گراں قدر نگلیوں سے سانس کی اُلجھی ہوئی گرہیں کھول دیتی۔

اولم برو کیا اھلکنا من قبلہم کیا انہوں نے نہیں دیکھا من قہر ان کنہم فی الارض ہم نے ان سے پہلے کتنی مالہ یکن لکم واسلنا الساع امتوں کو ہلاک کر دیا۔ علیہم ملاد وجعلنا الانہا، جنکو ہم نے ملک میں اتنا بھری من تحتہم فاهلکنا ہم جمادیا تھا کہ تم کو نہیں بن نوہم وانشانا من بعدہم جمایا، اور تم نے ان پر قرآن آخرین۔ اوسلاد اور مینہ برسا دیا

اور نہریں جاری کر دیں اور پھر ان کو ان کے گناہوں کے باعث ہلاک کر دیا اور ان کے بعد اور امت کو مبعوث کر دیا۔ (الانعام پارہ ۷)

اولم یسیرو فی الارض فینظروا کیا یہ لوگ ملک میں چلتے کیف کان ناقبۃ الذین پھرتے نہیں دیکھتے کہ

من قبلہم کا فوا اشد منہم ان سے پہلے لوگوں کا قوۃ واثار والارض وعرہا کیا انجام ہوا۔ وہ لوگ اکثر ماعمر وھا۔ جوان سے قوت میں زیادہ

تھے اور جنہوں نے زمین کو جو تآباد کیا جس قدر ان لوگوں نے آباد کیا ہے۔ (الروم پارہ ۲۱)

وما کنا مملکی الفی الاد ہم رقوموں کی بہتیاں ہا اھلھا ظلمون نہیں کرتے مگر اس وقت جب (سورہ قصص پارہ ۲۱) ان رستیوں کے لوگ راہ اعتدال سے ہٹ جائیں۔

اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من هو کہ اللہ ہلاک کر چکا ہے اشد منہ قوۃ والثر جمیعاً ولا اس سے پہلے بہت سی یسل من ذوبہم المجرمون امتوں کو جو اس سے زیادہ قوت والی تھیں اور بہت والی تھیں اور پوچھا نہیں جایا کرتا گناہگار دن سے ان کے گناہوں کے متعلق۔

وھا ادیتہ من شئی فتماع الجواۃ الدنیا وینتھا وما عند اللہ خبیروا بقا فلا تعقلون۔

ملوکین، جغرافیائی عظمت، جنگی کارنامے اقتصادیات حکمت، سب کچھ آشکار ہو جاتا اگر جہل نہ ہوتا۔ روادو نلکۃ کا غلط آموز اختیار نہ ہوتا۔ مجد ویت کا غلط تصور نہ ہوتا۔ بعینہ اسی طرح اباب دعویٰ کو موضوع بحث بناتے وقت یہ تینوں غلط طریقے جستجوئے حق کے

وقت سے راہ نہ نہیں تو اس شکل ثانی میں بھی حصول مقصد کا راستہ مضمر ہے لیکن ایسا کم ہوتا ہے لہذا

بر بنائے احتیاط صورت اولیٰ کا اختیار اور صورت ثانی سے احتیاط ہی مناسب طریق کار ہے۔

اسلام ایک غیر مرنی رشتہ اعتبار و یقین ہے جو مسلمان کے جسم و روح کے ساتھ غیر محسوس صورت میں وابستہ ہے۔ یہ انطلا کی کیفیت بعض دفعہ متعصبانہ رنگ اور تنگ فطری اختیار کر لیتی ہے۔ اور بعض دفعہ شک و تردید ان تمام دشوار گزار گھاٹیوں سے گذر کر بصیرت انگیزی و سلامت روی جزو کل کی حفاظت کی ذمہ داری بن جاتی ہے، پھر حال یہ انطلا کی کیفیت و نوعیت توں میں کسی نہ کسی طرح مفید ضرور ہے۔ پہلی صورت میں تیغ و تبر و تنگ بن کر دوسری صورت میں زبان و قلم تقریر و تحریر بن کر۔

مگر آج کی فضا میں عمری اعتبار سے نہ تیغ و تبر کی جھڑکار ہے نہ تبر و تنگ کا بلغارہ نہ زبان و قلم کا رونا ہے۔ نہ تقریر و تحریر کی ہا ہی نتیجہ اخذ کیجئے عام مسلمانوں کے جسم و روح سے یہ غیر مرنی رشتہ کٹ چکا ہے۔ اب انہیں کس نام سے یاد کروں۔ انہیں کی زبان حال سے سنئے۔

زادہ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا

اور کافر یہ سمجھتا ہے مسلمان ہوں میں

مبادیات اسلام سے انکار کے وقت فطری طور پر چاہیئے اپنے اپنے امتیازات کو باقی رکھتے ہوئے دوفوجیں برسر پیکار نظر آئیں۔ اہل کفر اہل ایمان۔

اہل اسلام مگر اب ایسا نہیں۔ ہنگامہ آرائی کے وقت مصافحہ نہیں۔ اہل کفر کے دوش بدوش کچھ اور

لوگ بھی نظر آتے ہیں۔ جو کہو اور ماوریں میں لا الہ پڑھتے رہے جن کے لئے عالم طفولیت میں لا الہ کے سرمدی ترانوں سے نیند بلائی جاتی تھی۔ جو بچپن میں مسلمان ماں کے ساتھ ساتھ خود بھی ننھے ننھے ہاتھوں اور ننھے ننھے گھٹنوں کے بل اللہ کے لئے جھک جاتے تھے۔

اہل اسلام کی ایک خاص تعداد اہل کفر کے ساتھ مدعیان شریعت کے ساتھ برسر پیکار ہے۔

وہ افراد جن کے مابین نزاعی صورت پیدا ہو چکی ہے۔ اس کی تقسیم تین جگہ کی جا سکتی ہے۔ اہل کفر اہل اسلام، اور ان دونوں کا درمیان گروہ جسے اصطلاح اسلام میں "لفظ منافق کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

مذہب بین بین ذالک لالی | عالم تہذیب کی طرف
ہو لا عرو لا الی ہو لا عرو من | نہ ان کی طرف نہ ان
یضلل اللہ فلن تجد له سبیلا | کی طرف جسے اللہ
پھٹکارے اس کے لئے کہاں راستہ؟

(سورہ النساء پارہ ۵)

وآذنا دینم الی الصلوٰۃ تخذ وھا | جب تم نماز کی
ھڑو آؤ اعباد الک باغتم قوم لا | طرف بلا تے ہو یہ
بقولون۔ | لوگ اس کا مذاق

بناتے ہیں۔ اور کھیل سمجھتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔ (سورہ النساء پارہ ۵)

مگر آج کے منافق کو حضرت عمر فاروقؓ کی چلتی ہوئی تلوار کا خوف نہیں۔ آج کا منافق اس کی پیر آکر

”علماء وقت“ ہوتے رہے اور یہی طبقہ ”باب دعویٰ“ سے مراد ہے۔ اس لئے کہ استدلالیات کے اندر تیغ و تبر کی دھاریں کسند ہیں۔ اور تیر و تفنگ کی بوچھاڑیں بے سرو۔

(باقی آئندہ)

چلا کر بتلاتا ہے۔ اور خود کو ظاہر کرتا ہے۔ میں قرآن کا منکر ہوں۔ میں حدیث نبوی کو امر نہ کہتا ہوں۔ میں اسلام کے اقتصادی حل پر دوسری اقتصادی نظام کو ترجیح دیتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ

اہل کفر وہ لوگ جو ہمیشہ اسلام کی حقانیت کا انکار کرتے رہے۔ اور موقع موقع اس کے مٹانے کے درپے ہو گئے۔ اہل اسلام کے لئے زبان قلم

گاندھی جی کے معنی خیز اعلان پر ہمارا تبصرہ

کیا مذہب کو گھر کی چار دیواری تک محدود رکھنا چاہیے

(ادارہ)

مسئلہ ہے، برا نہیں لگتا۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہندو مسلم یہودی کوئی بھی گروہ نہ رہے بلکہ سب ہندو بن جائیں (یعنی ہندو ہو جائیں)۔ یہی ہے ہند کا مطلب ہے (اور مذہب کو اپنے گھر کی چار دیواری تک محدود رکھیں۔)

(منقول از اجلاس ۲۳ مئی ۱۹۴۶ء)

نئی دہلی سے ۱۸ مئی کو لارنس مشن کی تعریف میں گاندھی جی کا ایک معنی خیز اعلان اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جو اپنی بوقلموں دلچسپیوں اور خصوصیتوں کے ساتھ ایک عجوبہ سیاست ہے۔ اور ایک حیرت نہ لکھنے بندھن کی غلامی کرتا ہے اس اعلان کے تمام الفاظ سے قطع نظر کہ اس کے صرف ایک حصہ پر میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہو گا۔

مشن نے تمام لوگوں کو مسلم سمجھ اور جنرل تین فرقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اس میں ہندو کا ذکر نہیں کیوں نہیں ہے۔ اس پر کون فود

کہتا ہے؟ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کیوں اچھا لگتا ہے؟ یہ بڑا نازک اور تیز و تلخ بیانی

اس معنی خیز اعلان کی سب باتوں کو نظر انداز کر کے مجھے صرف آخری فقرہ پر بحث کرنی ہے۔ اور آزادی پسند مسلمانوں کو دعوت فکر دینی ہے۔

گاندھی جی کا اہم شاہد ہے کہ مذہب کو گھر کی چار دیواری تک محدود رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ مذہب الگ ہے۔ اور سیاست الگ۔ اگر گاندھی جی کا یہ مشورہ اخلاص و دودھ مندی پر مبنی ہے۔ اور خود گاندھی جی

طو پر ان کو کیوں کر بے دین بنانے کی دعوت دی جا رہی ہے؟

مسلمانوں کے لئے بیدینی کا حکم کھتی ہے

جہاں تک میری دینی بصیرت کا تعلق ہے میں پورے اطمینان و بھروسہ کے ساتھ یقین رکھتا ہوں کہ ہندوستان اسلام نے مسلمانوں کی اسلامی زندگی کو اپنے سیاسی تفوق و اقتدار اور جبر و سختی سے نہیں مٹایا بلکہ انہوں نے میٹھی چھری بن کر اپنے ملحدانہ افکار و اعمال سے ان کو تباہ و برباد کیا ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے یورپ کی اندھی تقلید و پیروی میں سیاست کو مذہب سے الگ کر کے تہ تی کرنا چاہا تو ان کا شیرازہ درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ اسلامی بادلوں پر اتحاد و ہریت کی گھٹائیں چھا گئیں اور ضعف و انحطاط نے ان کو چاروں طرف سے آگھیرا۔ مسلمانوں پر عینی سیاسی مصیبتیں اور بلائیں آئیں اور جتنی تمدنی گرامیاں و بربادیاں ٹوٹیں سب کا واحد سبب یہ ہے انہوں نے اپنی سیاست کو مذہب سے الگ کر لیا۔ مذہب مسجدوں، مدرسوں اور خانقاہوں میں بدہ گید اور سیاست و حکمرانی پر گمراہی، عیاشی اور آوارگی چھا گئی۔ مسلمانوں کی سیاست مذہب سے آزاد کیا ہوئی۔ ان کی پوری زندگی بگر گئی تمام ایمانی خالصت مت گئے اور فرقائی شان بلبلیٹ ہو گئی اب کفار و مشرکین کی اطاعتیں اور وفاداریاں ہیں اور اسلام سے بغاوتیں و انحرافات۔ اسلام ہزار

اور ان کے حواری ہر چہ بر خود پسندی بر دیگران پسند کے اصول کے مطابق اس پر عامل ہیں تو قابل قدر ہے اگرچہ اسلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے لئے یہ ہدایت گمراہ کن ہے۔ مگر چونکہ اس میں نفسانیت کو دخل نہیں اس لئے بحالات موجودہ اس غلط نظریہ کو قبول کیا جاسکتا ہے لیکن دلائل و شواہد اور سیاسی واقعات و حقائق اس معصوم عقیدت مندی اور نیک گانی پر قانع نہیں رہنے دیتے۔ اگر ان کو تاویلات کے پردے میں چھپایا بھی جائے تو ہندوستان کی سیاست بے نقاب ہو کر پکاراٹھتی ہے کہ گاندھی جی دوسروں کو تو یہ کہتے ہیں کہ مذہب کو گھر کی چادر دیوادی میں محدود کر کے لاویں۔ سیاست کے علمبردار اور صرف ہندوستانی بن جاؤ۔ مگر خود ان کی سیاسی رہنمائی کا اوڑھنا بچھونا مذہبی جذبات و احساسات ہیں اور یہ مذہبی رنگ ہزار چھپائے نہیں چھپتا۔ چلو پھوٹے اس ناگوار بحث کو کہ گاندھی جی اپنے اصول پر کاربند ہیں یا نہیں۔ وہ ہائیں اور ان کے نیاز مند۔ اگر میں عرض کر دوں گا تو بہت سے مسلمانوں کا دل کھینکا دیکھنے کی بات یہ ہے کہ سیاست کو مذہب سے الگ رکھنے کا خیال مسلمانوں کے حق میں کیا حکم رکھتا ہے؟ یہ نظریہ اسلام سے متصادم ہے یا موافق؟ اور مسلمان لا مذہب سیاست میں کسی غیر مسلم کی قیادت و رہنمائی قبول کر سکتے ہیں یا نہیں؟ میں جنہوں امور پر ایک سرسری سی نظر ڈال کر یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مسلمان لا مذہب سیاست کو اختیار کر کے کدھر جا رہے ہیں۔ اور غیر شعوری

چھٹا چلتا ہے مگر وہ ایک نہیں سنتے۔ سیاسی و تمدنی مؤرخین اسلام کی کسی پابندی کو قبول نہیں کرتے گویا وہ صرف چند عقائد و چند عبادات اور چند اخلاقی ہدایات کی حد تک تو مسلمان ہیں۔ اور معیشت و معاشرت اور سیاست و تمدن میں مسلمان اس کا نتیجہ دیتے ہیں کہ وہ مسلمان بن کر ترقی کرنا چاہتے ہیں اور نہ پورے کافر جو کہ یورپین قوموں کی پوری تقلید کر سکتے ہیں۔ یہی دعوے اور ادویے ہوں بن کر رہ گئے ہیں۔ نہ پورے کافر ہیں نہ پورے مسلمان۔ جب تک وہ لادین سیاست سے ہٹ کر اسلامی مسلک و نظریہ اور اسلامی سیاست اختیار نہیں کرتے اس وقت تک اُن کا یہی حال رہے گا۔

مسلمانوں کے تمام ادب و تہذیب و تمدن کی اصلی و حقیقی علت یہی چیز ہے کہ وہ اپنے مقدس مذہب اسلام کو گھر کی چار دیواری میں محدود کئے ہوئے ہیں۔ لادین سیاست کے علمبردار بنے ہوئے ہیں اور تمام کلیات و جزئیات ترقی و تہذیب میں قرآن سے درس و فکر حاصل نہیں کرتے۔

اسلام اور ترقی و تمدن سیاست

اسلام ایک زندہ جاوید مذہب ہے۔ وہ تمام مذاہب پر جہاں ایک غالب فکری و روحانی طاقت ہے وہاں تمدن و معاشرت اور معیشت و سیاست کا جہانگیر نظام بھی ہے۔ اُس کا مسلمانوں

سے مطالبہ یہ ہے کہ اگر تم واقعی اللہ پر آخرت پر رسول پر ادب قرآن پر ایمان لائے ہو تو اپنی پوری زندگی پوری زندگی میرے حوالہ کر دو۔ اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مذہب کو گھر کی چار دیواری میں محدود کر دو تو اس کی کاہلی ضرب اسلام پر پڑتی ہے۔ مذہب و سیاست کی علیحدگی کا نظریہ صرف اسلام سے منہadam ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں سوائے مذہب اسلام کے اور کوئی مذہب نہیں جس کو ہم جہانی نظریہ اور مکمل نظام حیات کہہ سکیں۔ ایک مکمل نظام حیات صرف اسلام ہے۔ اور دنیا کا کوئی مذہب اس انبیاءی و فرقائی شان میں اسلام کا حریف نہیں۔ اگر اسلام کے مقابل آتے ہیں تو صرف وہ مذہب عیسائیت اور ہندویت۔ مگر دونوں کے پاس کوئی ایسا علی الفکری اور روحانی پیغام نہیں جو دنیا والوں کو مطمئن کر سکے۔ داعیان مسیحیت کے پاس سوائے "ذور" "نور" اور "دن" کے اور کیا دہرا ہے۔ ویدائزم کے متعلق میکسمولہ کا کہنا یہ ہے کہ سوامی دیانند کی سکیم صرف ان کی دماغ کی پیداوار ہے جس کی بنیاد ویدائیں ہیں۔ ویدوں کو جب کبھی پڑھا اور صحیح طور پر سمجھا جائے گا تو یہ مذہب خود بخود ختم ہو جائے گا۔ پس عیسائی اور ہندو مجبور ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو گھر کی چار دیواری میں محدود کر سکے۔ سیاسی غلبہ و تفوق حاصل کریں۔ اس لئے کہ سرے سے ان کے مذہب میں کوئی سیاسی و تمدنی ہدایت و رہنمائی موجود ہی نہیں وہ اگر خواہ مخواہ سیاست میں اپنے مذہب کو داخل

صدائے اتحاد و پیغام ضلالت کا حکم رکھتا ہے۔

مسلمان کسی غیر مسلم کی قیادت نہائی تسلیم نہیں کر سکتے

یہیں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جن لوگوں کی سیاست مذہب سے الگ اور گھر کی چار دیواری میں محدود ہے اُن کے ساتھ مسلمان سیاسی جدوجہد کے میدان میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتے اس لئے کہ وہ مشرق کے راہی ہیں اور مسلمان مغرب کے دونوں کے پہلے قدم ہی مخالف سمتوں میں پڑتے ہیں اس لئے کہ غیر مسلم اپنے ذاتی علم و تجربہ پر چلیں گے اور مسلمان اللہ کی ہدایت پر۔ اُن کو اپنے ذاتی علم اور

تجربہ سے اپنی راہ خود نکالنے کا حق نہیں اور غیر مسلموں کے سامنے ان کے مذہب کی کوئی راہ نہیں اس لئے وہ مجبور ہیں کہ اپنی راہیں خود پیدا کریں اب اگر مسلمان بھی دوسروں کی راہوں پر ہٹنے لگیں تو ملی حیثیت سے وہ مسلمان نہیں رہتے۔ اسلام کی راہ سے منہ موڑ کر دوسروں کی راہوں پر چلنے والوں کا اسلام غیر آخرازمیں کالایا ہوا اسلام ہوگا نہ کہ مسلمانوں کا خود ساختہ اسلام ہو تو ہو۔

جب مسلمان اسلام کے خلاف دوسروں کے ساتھ چل ہی نہیں سکتے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کی قیادت نہائی تسلیم کر لیں جیسے اسلام نے اپنے یزید کی قیادت تسلیم نہیں کی وہ کسی کارل مارکس کسی ہٹلر کسی لارنس اور کسی گاندھی کی نہائی کب

کریں تو ترقی ہی نہیں کر سکتے۔ عیسائیت محض آسمانی بادشاہت کی خوشخبری اور ہندو یہیہ شرک دنیا کی تلقین کر کے اپنے پرودوں کی دنیا ہی پر باد کر دینا چاہتی ہے۔ اس لئے داعیان مسیحیت و ہندویت حق بجانب ہیں اگر وہ سیاست کو مذہب سے الگ کرتے ہیں مگر مسلمانوں پر کونسی قیامت کبریٰ ہے کہ وہ بھی سیاست کو مذہب سے الگ کر لیں۔ اور کونسلوں میں بے دین بن کر جائیں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ اسلام سے اپنی نادانستی کا ثبوت دیتے اور اپنے ساتھ اسلام کو بھی ذلیل و رسوا کرتے ہیں۔

آج اسلام کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں کی عظیم اشان غلط فہمی اور کج فہمی یہ ہے کہ وہ اسلام کو بھی ایک ایسا ہی مذہب سمجھتے ہیں جیسے مذہب دنیا میں چل رہے ہیں۔ ہندوؤں کے نیک نیت گاندھی جی اور جواہر لال جیسے رہنما اور مسلمانوں کے سیاسی مفکر رہنما نہیں جاننے کہ دنیا میں کسی دوسرے مذہب کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی جس نے دینی و دنیوی اقتدار کو یک جا کیا ہو اخلاق و معاشرت کی طرح سیاست و معیشت کو بھی اپنے مرکز میں گرفت میں لیا ہو اور جس کا مرکز خیل زندگی کے جملہ شعبوں پر حاوی ہو یہ بات صرف اسلام میں ہی ہے کہ وہ ساری زندگی کو اپنی گرفت میں لیتا ہے پس گاندھی جی کا بیان ہندوؤں کیلئے تو چراغ ہدایت اور مشعل راہ بن سکتا ہے مگر مسلمانوں

پر چلیں۔ وہ تو اس لئے ہیں کہ خود بھی اللہ کی راہ پر جائیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر لائیں۔ خود بھی اللہ کی طاعت و بندگی اختیار کریں اور دوسروں کو بھی دعوت دیں۔

مسلمانوں کا مقدم و اہم فرض ؟

مسلمانوں کا سیاسی منزل، اقتصادی منزل، اخلاقی منزل، علمی منزل اور دینی منزل صرف اس وجہ سے ہے کہ ان کے سامنے اسلام کی سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور عمرانی تعلیم نہیں۔ اگر ہے تو ادھوری اور ناقص۔ اس کی فہمی اور کوتاہ نظری کی وجہ سے وہ سیاسیات و اقتصادیات میں غیر اسلامی افکار و اعمال اختیار کرتے۔ اور غیر مسلموں کی رہنمائی قبول کر کے ان کی اندھی اطاعت و فساد مہیاں کرتے ہیں پس ان کے علماء و زعماء کا مقدم و اہم فرض یہ ہے کہ انہیں نو اسلام کو اس مرکز تخیل کی روشنی میں سمجھیں کہ اس میں حکومت و فرماں روائی کا حق صرف اللہ کو ہے۔ اس کے بغیر ان کو قیامت تک بھی غیروں کی رہنمائی و غلامی سے نجات نہیں مل سکتی۔ کاش ہمارے علماء و زعماء سمجھیں کہ دنیا کے سیاسی و معاشی انقلابات اسلام کو اس طرح متاثر نہیں کر سکتے۔ جس طرح دوسرے مذاہب کو انہوں نے متاثر کیا ہے۔ اسلام نے سیاسی و معاشی زندگی کے کسی پہلو سے اغراض نہیں برتا بلکہ اس نے اپنے نظام میں سیاسی و معاشی امور کو بھی اتنی ہی اہمیت دی ہے جتنی فی الواقع انسانی زندگی

تسلیم کر سکتا ہے۔ غیر مسلم تو ہے ایک طرف مسلمان تو خود اپنے امیر کی کسی ایسی بات کو نہیں مان سکتے جو کتب سنت کے خلاف ہو۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وہ اسلام کو پس پشت ڈال کر کسی کی رہنمائی پر ایمان لے آئیں۔ مگر پھر وہ اپنے افکار و اعمال پر قرآن مجید سے سبک نہیں لاسکتے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلام اپنے مرکز کا فقدان کی تقسیم ایک لمحہ کے لئے بھی گوارہ نہیں کرتا۔ اس طرح کہ دینی اقتدار تو اللہ کا رہے اور دنیوی اقتدار انسانوں کے قبضہ میں آجائے۔ سیاست میں کسی غیر مسلم کی قیادت قبول کرنے کے معنی یہ نہیں کہ مسلمان مذہب میں مسلمان اور سیاست میں کافر ہو جائیں۔ اسلام میں خدا کا تصور ایک فرماں بردار کا تصور ہے۔ وہ مسلمانوں کے جملہ شیعہ و فرقہ بندی کے لئے زندگی میں خدا کی فرمائی و اطاعت چاہتا ہے اور نہ زندگی کے کسی اور پہلو پر بھی ایک انسان کی فرماں روائی چلتے ہیں۔ دیندار غیر مسلموں کی قیادت درہنمائی چاہتا ہے۔ اور نہ خود مسلمانوں کی قیادت و رہنمائی یہاں تو سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ حکومت بھی اسی کی ہدایت بھی اسی کی اور اطاعت بھی اسی کی۔ حکومت کا حق نہ انگریزوں کو ہے نہ ہندوؤں کو نہ مسلمانوں کو۔

مسلمان خود خیر الامم، شہداء علی الناس اور اُمت وسط ہیں۔ اقوام عالم کی ہدایت الہی کے مطابق رہنمائی ان کا کام ہے۔ وہ کیوں اپنوں یا غیروں کی غلامی و رہنمائی قبول کریں یا وہ وہ کیوں دوسروں کی راہوں

میں ہے۔ اس نے دنیا کے تمام بوجھ جھکڑوں سے زیادہ مادی حوائج کے ہر پہلو کو مد نظر رکھا ہے۔ اور سیاسی طاقت کا حصول و قیام اس کا ایک جزو ہی ہے۔ مگر یہ سیاسی طاقت کا حصول اس لئے نہیں کہ مسلک آزاد ہو یا قومی حقوق و مفاد کا تحفظ ہو بلکہ اس لئے کہ اسلام کے پورے نظام کو نافذ کرنا مسلمانوں کا فرض ہے جہاں جہاں وہ ہیں۔ اور یہ ہم کافروں اور مسلمانوں سے مل کر سر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ تنہا مسلمانوں کا کام ہے۔

اسلام سے مقصود تصویبات اور مقصود میلانا کا قلع قمع ہمارے علماء کا اولین فرض ہے۔ اس سے اغراض برت کر نہ وہ دنیا میں فلاح باب ہو سکتے ہیں اور اس لئے ضروری نجات کی امیدیں باندھ سکتے ہیں۔ اور یہ حکومت الہیہ کا خواب دیکھ سکتے ہیں رہنا طغوتی نظاموں میں، جدوجہد کرنا غیر اسلامی طرز پر اور خواب دیکھنا حکومت الہیہ کا ایک مضحکہ خیز نادانی ہے اور جگ ہنسائی بھی۔ اس جنت الحما سے ہمارے علماء کو جلد از جلد نکل آنا چاہیئے۔

مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ سارے علمی و عملی مفاسد جو آج سیاسی دنیا میں نظر آ رہے ہیں۔ وہ سب کے سب لادین سیاست اور غیر مسلموں کی قیادت میں بنائی گئی ہیں۔ اس لئے گماندہی جی کے نہ بڑھتے بیان میں مسلمانوں کے لئے کوئی خوبی اور جائزیت نہیں۔ اس کو بعد احترام و نیاز طاق نسیان پر دھر دینا چاہیئے۔ پورا اچھی

طرح سمجھ لینا چاہیئے انسانوں کی فلاح و سعادت کا ضامن و کفیل مقدس مذہب اسلام گھر کی چادر واری میں محدود رہنے کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی سیاست پر چھاجانے کے لئے ہے۔ اسی درعہ کے ساتھ انہیں اسلام کا نظام حیات لے کر اٹھنا چاہیئے و باللہ التوفیق۔

امرت کا خاص تحفہ!

کیڑے دھونے کا عمدہ صابن اگر آپ کو ذاتی استعمال یا کاروبار کے لئے درکار ہو۔ تو خود تشریف لائیے یا آرڈر بھیجئے۔ ہمارے ہاں سے تھوک اور پرچون مال ملتا ہے۔

ایک دفعہ آزما کر دیکھئے۔

پیر و پیر امرت :-

پیر زادہ سوپ فیکٹری
قاسمی منزل گلوالی دروازہ امرت

تحریف

مذہب شیعہ کا آئینہ

(۳) حسب اول معلوم ہوگا
(از جناب لا) عبدالحق صاحب دین معلوم ہوگا

وہ اہم اور اصولی مسئلہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے غلطی کا صادر ہونا ضروری ہے جس کو عربی زبان میں جلد و کہا جاتا ہے اصول کافی میں ہے۔
ما عبد الله بشئ مثل البعداء الله کی عبادت جلد و سے بڑھ کر کسی چیز میں نہیں۔

جلد و کے معنی نامعلوم چیز کا وقوع کے بعد معلوم ہو جانا۔ بعد کے واقعات حضرت ائمہ شیعہ کی کتبوں میں بہت ہیں یہ مسئلہ احادیث مشہورہ کے طرح ہے۔ اس لئے نقولانے کی ضرورت نہیں۔

نیز اس مقام پر مذہب شیعہ کے جزئیات و مسائل کا ذکر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس مذہب کا اجمالی خاکہ پیش کرنا مقصود تھا، جو کہ بعد ضرورت ہر ناظرین کو چکا۔

اصل مقصد کی طرف رجوع | خدا کے قدوس نے وعدہ فرما کر اعلان

فرمایا تھا کہ کفار و کفار قہارے دین کے مغلوب کرنے سے مایوس ہو گئے۔ ان سے مت ڈرو تمہارا دین غالب رہے گا۔ باقی ہے گا جس کا مشہور نام اسلام ہے لیکن جب ہم شیعہ مذہب کے آئینے میں اس کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ

اصول کافی و جو شیعوں کی حدیث کی بنیاد پر مبنی کتاب ہے اس میں کہتا ہے۔

فلما ان القن الحسین و اولادہ علیہ السلام علی اہل الارض فاخبروا کہ فرماتے تھے تو خدا کا غضب

الی اربعین و ما تہ خدا کا کہ زمین والوں پر بہت ناذا اعتنم الحدیث غلطی نہ یاد ہو گیا اس لئے قناح العسری لہ یحیی اللہ خدا نے خروج ہمدی وقتا بعد ذالک عندنا کو ایک سو چالیس سال کے

اصول کافی | لے خروج کر دیا پھر اس کے بعد (غضب کی وجہ) پر ہم کو چاک کر دیا پھر اس کے بعد (غضب کی وجہ) اللہ نے خروج ہمدی کا کوئی وقت نہیں بتلایا۔

احتمال تھا کہ معتقدین شیعہ کو یہ خیال ہو کہ خدا کے قدوس تو غلطی سے پاک ہے لہذا اس غلطی کی نسبت خداوند قدوس کی طرف کوئی کیسے صحیح ہو سکتی ہے اس لئے حضرات شیعہ نے ایک بہت بڑا اور اہم اور اصولی مسئلہ تجویز فرمایا جو کہ ان کا یقین ایمان و عقیدہ ہے جب تک کوئی نبی بھی اس عقیدے کا اقرار نہ کرے اس وقت تک اس کو نبوت مل ہی نہیں سکتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آنکھ بند کرنا تھا کہ (غزوہ)
باللہ انکار کی حکومت قائم ہوگئی، ان کا راج ہو گیا۔ انہی کا
حکمران عالم میں کار فرما ہے، اور ہم (یعنی مسلمان)
یابوس ہیں کفار کا دین غالب ہے، ہمارا دین عاجز، مغلوب
ذلیل اور بے بس ہے بے بسی کا یہ عالم کہ ہم اپنے زمانہ
حکومت و سلطنت میں (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت
میں) پیش روئوں کے فقط نظر سے رسول اللہ کے بعد پہلی اسلامی
حکومت تھی، یہی اپنے دین کا ایک فقط ظاہر کرنے سے
عاجز و قاصر رہے، کفار کا دین اس زمانے سے لے کر
آج تک مانتا ہے، اور آئندہ بھی اس کے ذوالی کی کوئی
صورت نظر نہیں آتی۔

ہمارا دین اسلام حضور و زکیارہ ائمہ کے پاس دو پیش
ہو چکر حضرت امام ہدی اس کو لے کر ایسے غائب ہوئے
تک آج تک یہ نہاد وادہ نہ آئندہ کوئی آئندہ افزا صورت
نظر آتی ہے۔ غزوہ باللہ کفار ہی کے دین کا نام اسلام
ہو رہا ہے، ہمارے دین کا تفسیر یا موسر ہمارے کیوں ہوا
اسی کے چند اسباب ہو سکے ہیں یہ تو خدا غزوہ باللہ کی بل
تھا اس لئے خیرہ تھی کہ کیا ہونے والا ہے اس لئے
تقوید و احتیاط کی چیز کہ ناخبر رہی ہوا۔

یہ ائمہ کے تھوس کا علم دینی محیط ہے لیکن چالیس
ہزار سے زائد کے جمع میں میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی شامل ہے خدا کے قدوس نے
غزوہ باللہ محمد اسلافوں کو دہوکہ دیا وناہیا اعلان
کر کر ساری دنیا کو غافل میں ڈھک کر دیا، لہذا باللہ
شہا لہذا باللہ من اصدت من مشوقی انفسا بجمہ

کر کون سچا ہو سکتا ہے، اگر یہ دونوں صورتیں غلط
ہیں، اور یقیناً غلط ہیں، تو آخر کوئی نہ کوئی دوسری
صورت ضرور ہوئی ہوگی، وہ یہ ہے خدا نے قدوس
کا علم بھی محیط ہے، اور اعلان بھی حرف بحرف سچا
لیکن دنیا میں کوئی دوسری قوت جس نے (غزوہ باللہ
خدا کو پامال کیا، رسول کو قتل کیا، خداوند قدوس کے
املاک و جنات کو روندنا، سب کے اغراض و مقاصد کو
ٹھکرا دیا اور فقط اپنی ہی حکومت قائم کر لی، دو
چار سال کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے خدا
عاجز ہو گیا، تمام انبیاء و ملائکہ و جنات عاجز ہو گئے۔

وہ اہل بیت جو عاصی کے مالک تھے، یلمان علیہ السلام
کی انگشتی رکھتے تھے، ہم انہی کے عامل تھے، بلکہ
قدرت خداوندی کے کرشمہ تھے، سارے کے سارے
مغلوب ہو کر رہ گئے، ان ساری طاقتوں کو مغلوب
کرنے والی کونسی طاقت تھی؟ وہو بکر مدینہ رضی اللہ عنہ
کی طاقت تھی، فاروق اعظم و عثمان ذوالنورین رضی اللہ
عنہما کی طاقت تھی، یہ وہ طاقت تھی جس نے غفلت
بے چاری کو کیا، بلکہ طاقت المسلمات و الارض کی طاقت
کو بھی قیامت تک کے لئے روند کر رکھ دیا، کاش!

بانیان مذہب شیخ اگر ان حضرات ثلاثہ کے متعلق خدا انی
کا دعویٰ کرے تو ہمارے ناقص خیال میں اس مذہب
کی دنیا میں دھاک پیٹھ جاتی اسی مذہب استعجول
ہو تاکہ ساری دنیا کے سارے کفار بھی سمٹ عثمان کی
مذہب میں داخل ہو جاتے، اور اس مذہب کے غولنے
میں بھی اتنی آسانیاں ہوتیں جو بیان سے باہر ہیں۔

اور یہ کہنے کی قطعاً ضرورت نہ پڑتی۔

انکہ علی دین من کتمہ | تم ایسے دین پر ہو جو شخص
اعترفاً اللہ ومن اذاعہ | اس مذہب کا پابند اس کو
اذ لہ اللہ۔ (اصول کافی) پھیلانے کا خدا اس کو عزت
دے گا۔ اور جو اس کے پھیلانے کا ظاہر کرے گا خدا اس
کو ذلیل و خوار کرے گا۔

یہ حدیث اصول کافی کی بہت ہی معتبر حدیث
ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث نہایت
ہی صحیح ہے۔ اور اس کا اختراع نہایت ہی ضروری
ہے۔ ایسے مذہب کی گاڑی بغیر اس اصول کے چل ہی
نہیں سکتی۔ اس مذہب کا حاصل کیا ہے :-

خداوند قدوس اپنے اعلانات اور ادا دے
پورے کرنے سے قاصر اور عاجز ہے (اس سے بڑھ
کہ خداوند قدوس کی توہین کیا ہو سکتی ہے) بنی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بار بار تاکید خداوندی کے
حضرت علی کریم اللہ وجہ کی امامت کا اعلان نہ فرما سکے
حضرات شیعہ کا مذہب ہے کہ ائمہ معصومین کو اپنی موت
کا علم ہوتا ہے۔ قابل غور بات ہے کہ جب ائمہ کو موت کا
علم ہوتا ہے تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق ادلی
ہو کا حجۃ الوداع شاہد ہیں اطراذ واکاناف عالم کے
چالیس ہزار سے زائد فرزند ان توحید کا مجمع آپ کے
ادگر و تھا جس کے بعد آپ فقط اکیاسی روز دنیا
میں تشریف فرما ہے۔ اس وقت اگر آپ حضرت
علی کریم اللہ وجہ کی امامت کا اعلان عام نہ فرما سکے
اس سے بڑھ کے نبوت کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے

یہی نہیں بلکہ ایک خرابی اور بھی لازم آتی ہے وہ یہ کہ جب
ایک فاضل مدرس ایک سال بیٹھ کر کسی مدرسے میں تعلیم
دیتا ہے تو کم از کم بیس پچیس مخلص شاگرد تیار کر ہی لیتا
ہے لیکن بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال کے مسلسل
جدوجہد کے باوجود پانچ سات سے زیادہ مخلص شاگرد
نہ بنا سکے جن کو ظاہراً مخلص بنایا اور اپنی گھد میں لیا۔ وہ

سارے کے سارے دین اسلام کے غدار نکلے۔ اس سے
بڑھ کہ رسول اللہ کے شاگردوں کی اور توہین کیا ہو سکتی
ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا عاجز رسول عاجز شاگرد رسول

دین کے غدار مذہب باقی رہا نہ ملت نہ صوم و صلوة نہ
حج و زکوة تمام احکام شریعہ سے آزادی تمام مشغولیا
ہے تمام شاگردان رسول کو مغلف سے مغلف گایاں دینا
سال پھر تہ جیسی عظیم الشان نعمت کے انوار و تجلیات سے
برہ دور ہونا مزے آنا آج دنیا میں اس مذہب کو
لے کر کسی مذہب کے سامنے پیش کرنا گوارہ نہ ہوگا اس کو
قبول کرے گا نہ ہندو اور نہ نظر آٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔ ہر
عقل مند انسان اس مذہب کے اصول و دستور کو دیکھ کر مذاق
اڑائے گا جیسا کہ کیا گیا۔ البتہ ہر بازاری چاش اس کے
قبول کرنے کے لئے بیتاب نظر آئے گا۔ اسی چیز کو مد نظر رکھ
کر مجتہدین مذہب شیعہ نے نہایت اہم اور ضروری حدیث
شریف تخریج فرما کر اصول کافی جیسی معتبر مستند جلیل الشان
کتاب (جو حضرت امام ہدی کی ریاس کردہ ہے) درج فرما کر
متبعین مذہب شیعہ کی عرصہ افزائی فرمائی ہے کہ اے متبعین مذہب
شیعہ تم ایسے دین پر ہو کہ اگر تم اس دین کو چھپا کر رکھو گے
کسی کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے گا تو دنیا میں عزت کی زندگی بسر

کرے گا اور اگر تم نے اس کو ظاہر کر دیا تو نہایت ذلت کی زندگی بسر کرے گا۔ اور تمہاری کوئی قدر نہ ہوگی۔

عقیدہ عیسائیت

عقیدہ تثلیث

(۳) از جناب مولانا خلیل الرحمن صاحب مظاہری یاست جیندا

کہ اسی آیت میں آگے لکھا ہے "کہ تیرے آگے سجدہ کریں گے اور وہ تیرے آگے منت کریں گے! اور کہیں گے خداوند یقیناً تجھ میں ہے اور کوئی دوسرا نہیں، اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔"

یہ عبرانی محاورہ ہے کہ اکثر ایک مضمون دو طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ لفظ دو ہوئے میں مطلب ایک! اور پھر طفت یہ کہ کینخرو کو بت پرست اور خدا سے ناواقف بھی لکھا ہے۔ چنانچہ یسعیاہ ۴۵ باب ۴ میں خدا فرماتا ہے کہ تو مجھ کو نہیں جانتا؟

اسی طرح ۴۵ باب ۵ میں ہے کہ میں نے تیری کمر باندھی اگرچہ تو نے مجھے نہ پہچانا۔

اور کوئی نے یو اب کو جو حضرت داؤد کا پتہ لار تھا اسجدہ کیا ۲ سموئیل ۸ باب ۲۱۔ اور انی معاند بادشاہ کے سامنے اذ نہ صا ہو کہ گرا اور سجدہ کیا ۲ سموئیل ۸ باب ۲۸ اور اندون نکلا اور بادشاہ کے آگے جھک کے زمین پر سجدہ کیا ۲ سموئیل ۲۱ باب ۲ اور شاہ بنو کدندر رخت نصراوند سے منہ گرا اور دانیال کو سجدہ کیا۔ روت ۲ باب ۱۰۔

تو کیا وجہ ہے اور وجہ ترجیح کیا ہے کہ اتنے مسجودوں میں سے صرف مسیح ہی الوہیت کے درجے پر فائز کے

اور اگر مسیح کی الوہیت کا یہ سبب قرار دیا جائے کہ جب زیدی کے بیٹوں کی ماں نے حضرت عیسیٰ کو سجدہ کیا۔ (متی ۲۰ باب ۲۰) تو حضرت عیسیٰ نے اس کو منع نہیں کیا۔ تو مکاشفات ۳ باب ۹ میں لکھا ہے کہ یہودی آئیں گے اور آکر فرشتہ پادری (کلیسا) کے نذایفہ کے پاؤں پر سجدہ کریں گے (انتہی ۱۰ اس سے معلوم ہوا کہ انجیلی محاورہ میں اکثر سجدہ سے مراد خوشامد یا فرمانبرداری ہے! ورنہ یہودی جو تمام عالم میں تو حید کی تعلیم اور عقائد کے لحاظ سے مخصوص کئے گئے (خروج ۲۰ باب ۴۔ استفناہ باب ۱۵ یسعیاہ ۴۵ باب ۵) کیسے ایک انسان پادری کے پاؤں پر سجدہ کر سکتے ہیں! یہ سراسر خدا پرستی اور تو حید کے خلاف ہے۔

اور جبکہ پادری کے پاؤں پر یہودیوں کا سجدہ کہ نا انجیلی محاورہ کی رو سے جائز ہوا تو حضرت عیسیٰ کے سامنے زیدی کے بیٹوں کی ماں کا سجدہ کہ نا مسیح کی الوہیت کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور آگے چلئے! ۷ سلاطین ۹ باب ۶ و ۸ میں لکھا ہے کہ ناتاں کے بیٹے میسیح بنو ست نے داؤد کو سجدہ کیا۔ اور یسعیاہ ۴۵ باب ۴ میں لکھا ہے کہ مصر اور کوش اور سبا وغیرہ کے لوگ کو رس یعنی کینخرو کے سامنے سجدہ کریں گے چنانچہ یہاں بھی سجدہ سے مراد خوشامد و محنت ہے! جیسا

گئے!

بہت سے عیسائی اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ مسیح نے سب معجزے اپنی قدرت و اختیار سے دکھائے اور دیگر انبیاء نے مسیح کے توسل اور ان کے بخشے ہوئے اختیار سے دکھائے اور اسی کو دلیل الوہیت مانتے ہیں۔

یہ اگرچہ ایسا قول ہے جس پر عیسائیوں کے پاس کوئی دلیل نہیں اور بے دلیل بات عقلمندوں کے ہاں قبول نہیں۔

تاہم ہم کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت ہر وقت اور ہمیشہ یکساں رہتی ہے۔ اگر مسیح نے قدرت الوہیت کے تحت لازماً کو زندہ کر دیا تھا تو اب عیسائیوں کو کیوں موت آتی ہے۔ وہ اب کیوں زندہ نہیں کر دیئے جاتے۔ اگر مسیح میں ایسی قدرت و قوت تھی تو وہ ابدالاً بادمک رہنی چاہیے اب مفقود کیوں ہو گئی۔ کیونکہ یہوداہ، قادی مطلق کی قدرت جیسی نفی دہی ہی ہے اور ہمیشہ نکس رہے گی!

یہاں تک تقریباً سب الزامی جواب تھے کہ عیسائی جس بنا پر حضرت عیسیٰ کو مرتبہ الوہیت پر فائز کرتے ہیں۔ وہ جب مسیح کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں، تو ان کو اس مرتبہ کا اصل کیوں نہیں سمجھا جاتا! یہ تمام جوابات انجیلوں کے حوالہ سے ہی دیئے گئے ہیں! لیکن اس کے باوجود ہم انجیل کو تحریف سے پاک نہیں سمجھتے۔

اب ہم تحقیقی جواب کی طرف رجوع کرتے ہیں

اور انشاء اللہ عیسائیوں ہی کی کتابوں سے یہ بات واضح اور ثابت کریں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول تھے۔ وہ خدائی کے ہمہ یا خود خدا نہیں تھے۔ واللہ الموفق

اول طمطاؤس ۲ باب ۵ میں لکھا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی میرانی ہے۔ وہ عیسیٰ مسیح ہے۔

اور مرقس ۱۳ باب ۳۲ میں قیامت کی بابت لکھا ہے، مگر اس دن اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا (مسیح) کوئی نہیں جانتا ہے۔ الخ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ طرہ کلام اور طرح ہونا اور من مفسر اسکاٹ نے اسی آیت کی تفسیر میں ۱۹۱۱ء تا ۱۹۲۰ء باب ۲ میں لکھا ہے۔

قولہ یعنی اگر مسیح میں الوہیت تھی تو وہ کیوں نہیں جانتا تھا! اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح حقیقی انسان بھی تھا۔ اور انسان ہو کر وہ بے حد و بے پایاں نہیں تھا اور سب کچھ نہیں جانتا تھا۔ جب لڑکا تھا تب وہ اور لڑکوں کی طرح (قدرت و حکمت میں بڑھا رلو کا ۲ باب ۵۲) اور انسان ہو کر اس نے انسان کے طور پر کلام کیا۔ دلیلوں سے اپنی بات کو ثابت کیا۔ پوچھا پڑھا سیکھا۔ کھایا۔ پیاد (ہوکا ہوا) لوقا ۴ باب ۲ متی ۲۱ باب ۱۸۔ الخ

(باقی)

تبلیغی کتابیں

جام حیات حیات بعد موت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ التحیۃ والسلام کی روشنی میں ایک جامع موردل آذربان طرز تحریر سے ہر کتاب تحریر کر لی گئی ہے جو کہ ہر دو قارئین کیلئے مشعل ہدایت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا ظہور احمد صاحب رحمہ نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر المدینہ دار العلوم عربیہ سے اپنی زیر نگہداری تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گزائی کہ باوجود طبع کرائی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۸۰ محمولہ اک ۱۰

قاتلان حسین اس میں نہایت محققانہ طریقہ سے حضرت شیعہ کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے نعت جگر حضرت حسین کو کہ بلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت پرچی سے شہید کر نوالے شیعہ اور پیشوایان مذہب شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعوں کی شیعیت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتاب لفریب طباعت دیدہ زیب کاغذ دبیر قیمت ۱۰ آنہ

آخری پیغام حق حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگٹی حرمہ علیہ السلام کی آخری تقریر جو پہلے شمس الاسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور امید سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے ہام افادہ کیلئے کتابی شکل میں ہدیہ ناظرین کی گئی ہے آخری پیغام حق کے متعلق حضرت سجادہ نشین نواسہ شریف تحریر فرماتے ہیں۔

”حضرت مکرم مغفور کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گوہر ہے بہا ہیں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں۔“

قیمت دس آنہ (۱۰) محمولہ اک ۱۰

کشف التلبیس مصنف مولانا مید ولایت حسین شاہ صاحب دہلوی۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”فراہان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ مسلمانوں کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے جذب پیرایہ میں تبلیغ رسالہ اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۲ حصہ دوم ۸ حصہ سوم ۲ مکمل غلب کرنے پر ہر محمولہ اک علاوہ ۱۰

برق آسمانی جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح و عقائد و عبادات و معاملات و کلامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ اس خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناٹھ بند کر دیا ہے قیمت ۸ محمولہ اک ۲

جمیدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

صواریف جو آگست ۱۹۱۱ء میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سست الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرائے قرآن مجید احادیث نبی کریم اقوال ائمہ سادات صوفیائے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائم اور اکابر ملک کے افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سبزہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرا بازی کے ہونا کی نتائج بیان کئے گئے ہیں حجم ۳۲ صفحات قیمت ۸ محمولہ اک ۱۰

دستخط تعلیمات کو مؤثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ قیمت ۵۔

اسلامی جہاد ماہ لینڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان کیپٹن معقولہ ۱۰-۹-۱۰۰ رجسٹرڈ میں انصار سپاہیوں سے آراء مکر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عہد حاضر کی بعض مجملہ عسکری تنظیموں پر بے لاگ تجصرہ کیا گیا ہے انمولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ قیمت ۲۔

خاکساری مذہب ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے نمائندہ اجتماع کے موقع پر مقام میانوالی ملا کر ام کی طرف خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تبصرہ جو بصورت ٹریک شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ انمولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۲۔

خاکساری فتنہ خاکساری لعنت کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے جس نے ہندوستان کے علماء و کرام کو بیدار کیا جس کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لمحہ کی دستبرد سے محفوظ ہوا اور جس کو دیکھ کر خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر کتب خانہ تکمیل گئی۔ یہ پانچواں ایڈیشن ہے جس کے ۹۷ صفحات ہیں انمولانا پیرادہ محمد بہار الحق صاحب قاسمی قیمت فی نسخہ ۲۔ محصول ڈاک ۱۔

مشرقی فتنہ پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے کفر پر وہ خیالات پر لا جواب تنقید از قلم جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۲۔ فی سینکڑہ صرف دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

مؤلف مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب **تاریخ نقشبندیہ** بکھری اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۲۔ محصول ڈاک ۱۔

اجتناب الخفیۃ اس رسالہ میں صد ہا علمائے اسلام کے اجتہاد کی تادیب جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل واضح و براہین قاطعہ سے فرقہ و افق و مرزائیہ کا انداز اور انفی و میرزائی سے سنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۲۔ محصول ڈاک ۱۔

تحفہ مرزا یعنی جریۃ شمس الاسلام کے ستمبر ۱۳۳۳ء کا ایڈیشن جو قادیانی نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں قیمت ۲۔ محصول ڈاک ۱۔

حقیقت شیعہ مولانا پیر قطبی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے روبرو تازوں کا انکشاف۔ قیمت ۱۔

تبدیل القرآن عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا مبلغ رڈ نیز اس رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے منہ غلط بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کے بحال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا بدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۲۔

رسالہ خیر جاری در رد مذہب رسی از تصنیف مولانا محمد بہار الحق صاحب قاسمی قیمت ۱۔

مظلوم قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب بی۔ اسے اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مسلمانوں کے مظالم کا پتہ۔

ملنے کا پتہ۔۔۔ منجر جریۃ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)